سوت پیر کی اصلیت

اور

گانے بجانے کی ممانعت

مصنف

ناشر

وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ (ھود۔ ۱۱۳)

سوت پیر کی اصلیت
اور گانے بجانے کی ممانعت

اس کتاب میں بنگال کے بعض علاقوں میں پائے جانے والے خیالی پیروں اور تھانوں کا تاریخی جائزہ اور مسلم معاشرے میں ان کے نام پر ہونے والی بدعات وخرافات کا شرعی تعاقب پیش کیا گیا ہے ساتھ ہی ساتھ گانے بجانے اور اس کی منت ماننے کا شرعی حکم دلائل کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔

مصنف

خلیفۂ حضور تاج الشریعہ

حضرت مولانا مفتی **محمد احمد رضا قادری** مصباحی حنفی دیناجپوری

پرنسپل جامعہ اہلسنت ضیاء العلوم کالپی شریف یوپی

ناشر

خانقاہ تاج الوریٰ اجمیر نگر جھوڑا گچھ، علاقہ ہفتیہ گچھ

تھانہ چوپڑا ضلع اتر دیناجپور بنگال 733207

نام کتاب: سوت پیر کی اصلیت اور گانے بجانے کی ممانعت
نام مصنف: مفتی محمد احمد رضا قادری مصباحی حنفی دیناجپوری
پروف ریڈنگ: مولانا محمد حیات اللہ نظامی، مولانا منصور عالم رضوی
ناشر: خانقاہ تاج الوریٰ اجمیر نگر جھوڑا گچھ، تھانہ چوپڑا، اتر دیناجپور بنگال
تعداد: ۵۰۰
قیمت: ۱۰۰/روپے

(۱) خانقاہ تاج الوریٰ اجمیر نگر جھوڑا گچھ۔ ہفتیہ گچھ۔9851464858
(۲) مولانا الیاس اشرفی دار المطالعہ کنٹھی گچھ نیچا کھالی، پوسٹ داسپاڑا، 9564767751
(۳) اعلیٰ حضرت لائبریری، مقام و پوسٹ ڈیگا بناہاٹ اتر دیناجپور۔7908466296
(۴) دار العلوم شمس العلوم نوری مسجد اسلامپور اتر دیناجپور بنگال۔8918216659
(۵) نوری رضوی بک ڈپو درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف۔7302747796

شرف انتساب

میں اپنی اس حقیر کاوش کو ماحی شرک و بدعت قاطع کفر وضلالت مجدد دین وملت نائب غوث الاعظم سرکار سیدنا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت **الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی** قدس سرہٗ کی جانب **منسوب** کرتا ہوں جن کے فیضان علم نے ہزار ہاذروں کو صدرشک آفتاب بنادیا۔

گر قبول افتد زہے عزو شرف

فقیر بارگاہ رضا

احقر احمد رضا قادری مصباحی عفی عنہ

کلمات تشکر

اس کتاب کی اشاعت وتقسیم کی خاطر پورے اخلاص ومحبت کے ساتھ پیش قدمی کرنے والے جملہ حضرات بالخصوص صوفی باصفا پیر طریقت رہبر راہ شریعت **حضرت علامہ ومولانا سخاوت علی چشتی دام ظلہ العالی سجادہ وسربراہ خانقاہ تاج الوریٰ اجمیر نگر جھوڑا گچھ** کی خدمت میں میں صمیم قلب سے ہدیہ تشکر پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ رب العزت ان کی صحت واقبال میں برکت عطا کرے اوران کا دعوتی پلیٹ فارم **خانقاہ تاج الوریٰ** کو کمال عروج وارتقا بخشے۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

احمد رضا مصباحی غفرلہ

کلمات ناشر

حامدا ومصلیا

کہنے کو تو ہمارا یہ خطہ مسلم اکثریتی علاقے میں شمار ہوتا ہے لیکن اہل ہنود ومشرکین سے رہائشی اختلاط کی وجہ سے مسلمانوں میں جو غیر اسلامی رسمیں اور بدعات قبیحہ چیونٹی کی طرح رینگ کر داخل ہوگئی ہیں اس کی پیہم نیش زنی سے مسلم معاشرہ شدید کرب واضطراب میں مبتلا ہے۔ حالانکہ اس صداقت کو کون نہیں جانتا کہ اسلام کا اپنا ایک مستحکم نظام ہے جو کسی بھی صورت میں غیروں کے افکار ونظریات کی ادنیٰ آمیزش بھی قبول کرنے کو ہرگز تیار نہیں۔ مگر اس کے باوجود آج مسلمان غیروں کے رنگ میں رنگا ہوا نظر آتا ہے جس کے اثرات صرف دنیوی معاملات تک ہی محدود نہیں بلکہ عبادات وعقائد کی فصیل پر بھی نمایاں نظر آتے ہیں۔ جبکہ قوم پر ایک بڑی مصیبت تو یہی مسلط ہے کہ لوگ فرائض، واجبات اور سنن ودینی ترجیحات کو چھوڑ کر مستحبات وبدعات مباحہ میں عرصہ سے مستغرق ہیں اس پر مزید تماشا یہ کہ ان میں بھی کفار ومشرکین کی نقل ومشابہت در آئی ہے جس نے مسلم سوسائٹی میں ایک عجیب تعفن وکراہت پیدا کر دیا ہے جس کی وجہ سے دینی قدریں زوال پذیر اور خواہشات وانانیت کی بالادستی قائم ہوگئی ہے۔ ان حالات میں یقینا اب خادمان دین وملت کے لئے یہ فریضہ بہت اہم ہو چلا ہے کہ وہ جہاں کہیں بھی ہوں اور جس حال میں بھی ہوں حسب استطاعت اصلاح امت کی جہد وجہد کو تیز کرے اور قوم کے افراد میں پھر سے وہ شعور بیدار کرے جو بھٹکے ہوئے آہوں کو سوئے حرم لے جا سکے اور اسلام کے ساتھ اس کا بکھرا ہوا رشتہ مضبوط کر دے۔ اسی جذبے سے سرشار ہو کر خانقاہ تاج الوریٰ اجمیر نگر جھوڑا گچھ

علاقہ ہفتیہ گچھ کا بھی قیام ہوا تھا۔ الحمدللہ اس کے لئے خانقاہ نے اب تک جو اقدام کئے ہیں وہ کسی پر پوشیدہ نہیں اور جس راہ پر وہ گامزن ہے اس سے کبھی اغماز و پسپائی کا کوئی تصور نہیں۔ چنانچہ اس راہ میں سبقت کرتے ہوئے اس بار زیر نظر کتاب **,,سوت پیر کی اصلیت اور گانے بجانے کی ممانعت،،** کو طباعت و تقسیم کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے جو اشاعتی پروگرام کی جانب خانقاہ تاج الوریٰ کا ایک سفر معہود بھی ہے واللہ المستعان وعلیہ التکلان

یہ کتاب بنگال کے بعض علاقوں میں مروج فرضی و جعلی پیروں، ان کی تھانوں اور ان کے نام پر نادان مسلمانوں میں پائی جانے والی رسموں و فرسودہ خیالوں کے حقائق و حکم شرعی کے بیان پر مشتمل ہے جس کو **شہزادۂ بلبل بنگال خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی احمد رضا قادری مصباحی حنفی دیناجپوری صاحب قبلہ** نے لکھی ہے۔ ماشاءاللہ کتاب اپنے موضوع پر منفرد نوعیت کا حامل اور مقصود کو جامع ہونے کے ساتھ ساتھ بدعیہ روایات وخلاف شرع رسومات کے سروں پر ایک کاری ضرب بھی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اس کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور اس کے مؤلف و ناشرین کو اجر جزیل سے نوازے ۔آخر میں قارئین کی بارگاہ میں التماس ہے کہ وہ خانقاہ تاج الوریٰ اجمیر نگر جھوڑا گچھ کے حق میں دعا فرمائیں اور اس جہت میں اس کی امداد بھی کریں تا کہ کتب دینیہ کی اشاعت کا ایک تسلسل یہاں سے قائم ہو سکے اور مسلک وملت کی بہتر خدمت و ترجمانی بھی جاری رہے۔

والسلام مع الاکرام

ناظم شعبۂ نشر و اشاعت خانقاہ تاج الوریٰ اجمیر نگر جھوڑا گچھ علاقہ ہفتیہ گچھ تھانہ چوپڑا ضلع اتر دیناجپور بنگال پن کوڈ:733107

تقریظ جلیل

رئیس الفقہاء خلیفۂ حضور تاج الشریعہ

حضرت علامہ ومولانا **مفتی محمد رفیق الاسلام نوری دیناجپوری** دامت برکاتہم

صدر شعبۂ افتاء جامعہ شکوریہ بلہور ضلع کانپور اتر پردیش

حامدا و مصلیا و مسلما

ہندوستان کے طول وعرض پر پہلی نظر سے ہی دور حاضر میں مسلمانوں کے ناگفتہ بہ حالات ایک دیدہ ور کے سامنے خوب عیاں ہو جاتے ہیں۔ جہاں ایک طرف اہل ہنود کے شرارت پسند اسلام کی عظمت پر مسلسل حملہ آور ہیں وہیں دوسری طرف نجدی وہابی فتنوں نے صرف جنوبی ایشیا ہی نہیں بلکہ عالم اسلام پر قہر برپا کر رکھا ہے اور اس میں ان دونوں کی ناجائز اولاد دیوبندیوں نے بھی خوب خوب حق پدری ادا کیا ہے۔ جبکہ مغلیہ دور سے ہی اہلسنت رافضیوں کی فتنہ انگیزیوں کے مقابلے میں ہمیشہ برسرپیکار رہے۔ اس خوفناک آندھی اور طوفان سے گرچہ ملت کی رعنائیوں کو شدید نقصان پہنچا لیکن آج بھی اس کی شادابی نگاہوں کے سامنے جلوہ گر ہے جس کی دلکشی چشم عدو میں خار بنی ہوئی ہے۔ لیکن بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ آج ہم اس تلخ حقیقت سے بھی بخوبی واقف ہیں کہ دشمنوں کی مہلک تباہ

کاریوں کے علاوہ جعلی پیر، فرضی مزارات اور ارواح خبیثہ وشیاطین کی تھانوں نے بھی ایک ایسا زلزلہ برپا کر رکھا ہے جس کے تباہ کن اثرات آج ناسور بن چکے ہیں۔ضرورت تھی ان کی بیخ کنی کی۔

اللہ تعالیٰ خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد احمد رضا صاحب قادری کے علم وعمر میں برکتیں عطا فرمائے کہ انھوں نے بشدت اس ضروت کا احساس کیا اور قوم کی رہنمائی میں ایک جامع کتاب بنام ,,سوت پیر کی اصلیت اور گانے بجانے کی ممانعت،، پیش کی، اگرچہ اس کتاب میں بنگال اور بنگلہ دیش کو مدنظر رکھا گیا ہے لیکن اس کی افادیت عام متحدہ ہندوستان کو محیط ہے کہ باقی ہندوستان اور پاکستان میں بھی فرضی مزارات اور خیالی پیروں کی تھانوں کی کوئی کمی نہیں ہے۔المختصر یہ کتاب بڑی مفید ہے اور انداز استدلال بھی ماہرانہ ہے۔اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب کی ان کاوشوں کو قبول فرمائے اور اسے عام لوگوں کے لئے ذریعۂ ہدایت بنائے۔ آمین۔

العارض

محمد رفیق الاسلام النوری

جامعہ غوثیہ شکوریہ بلہور کانپور یوپی۔ ۷/ربیع الغوث ۱۴۴۲ھ

تقدیم

ماہر علوم درسیہ، سیف رضویہ، خلیفہ حضور تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی محمد شاعر رضا قادری رضوی مدظلہ العالی

استاذ مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی شریف یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

اللہ عزوجل کا پسندیدہ دین مذہب اسلام ہے جو دائمی ہے اس کے قوانین فطری و جامع ہیں وہ بھی دوامی، اس میں مطلق حریت نہیں کہ جو جی میں آئے عقل جو کہے وہی گڑھ لے، اور بے وفا کمینہ نفس کے قبلہ کو اپنا قبلہ گاہ بنا لے کہ اس کا قبلہ فسق و فجور ہیں ایسی آوارہ آزادی کی اجازت شریعت محمدی میں بالکل نہیں، ہوائے نفس، خرافات و ہفوات کی اسلام میں کوئی جگہ نہیں مولانا روم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

نفس اگرچہ زیرک ست اوراخردہ داں

قبلہ اش دنیاست اورامردہ داں

نفس کا کام انسان کو دھوکہ میں مبتلا کرنا، دین میں ابتداع خلاف شرع امور کا اختراع اور ہوس کی اتباع کی طرف مائل کرنا اور یقین دلانا کہ عمر دراز ہے آئندہ نیکی کرنے کا موقع ہے فی الحال دنیا کے مزے اڑالو، ہوائے نفس کی پیروی دین کے لئے زہر قاتل اور دنیا و عقبٰی دونوں کی وجہ بربادی، اس لئے اسلام میں نفس امارہ کے ساتھ جہاد کرنے

کو جہاد اکبر کہا ہے، **امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی محمد نقی علی خان علیہ الرحمہ والرضوان** فرماتے ہیں کہ جب آپ (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) غزوہ تبوک سے لوٹے (تو آپ نے) فرمایا: رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الا كبر: یعنی جہاد اصغر سے جہاد با کفار اور جہاد اکبر سے جہاد بانفس مراد ہے، اے عزیز نفس کشی اور مخالفت ہوا اصل کار ہے مقصود بے اس کے ہرگز حاصل نہیں ہوتا، جس نے ہوا کو ترک کیا مطلب کو پہنچا اور جو اس میں گرفتار ہوا ہلاک ہو گیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

:وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا: اور اس کا کہانہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام حد سے گزر گیا۔ (الکھف۔ ۲۸)

اور فرماتا ہے :وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ: اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اپنی خواہش کی پیروی کرے اللہ کی ہدایت سے جدا۔ (القصص۔ ۵۰)

اور فرماتا ہے:وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ:اور خواہش کے پیچھے نہ جانا کہ تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دے گی (صٓ۔ ٦٢)

اور فرمایا عزوجل نے :وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى، فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى: اور وہ جو اپنے رب کے حضور

کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا، تو بے شک جنّت ہی ٹھکانا ہے۔(النازعات۔۴۰/۴۱)

اور فرماتا ہے رب العزت۔ وَاتَّبَعَ هَوٰهُ فَتَرْدٰی: اور اپنی خواہش کے پیچھے چلا پھر تو ہلاک ہوجائے۔(طٰہٰ۔١٦)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں: اشد ما اخاف علیکم خصلتان اتباع الھوای و طول الامل: یعنی مجھے دو خصلتوں سے تم پر سخت خوف آتا ہے ایک پیروی نفس دوسرے درازی امید۔

کسی بزرگ سے پوچھا گیا کہ اسلام کیا ہے؟۔ فرمایا! نفس کی مخالفت اور شمشیر ریاضت سے اسے ذبح کرنا جو اسے قتل کرتا ہے مراد کو پہنچتا ہے۔ بعض صوفیاء فرماتے ہیں کہ نفس کی مخالفت سب عبادتوں کی جڑ ہے، خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خواہش پر چلنا کفر کی بنیاد ہے۔ (تفسیر سورہ الم نشرح۔ص ۳۹۴)

سیدنا سرکار اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

اور عقل و نقل و تجربہ شاہد ہیں کہ نفسِ امّارہ کی باگ جتنی کھینچئے دبتا ہے اور جس قدر ڈھیل دیجئے زیادہ پاؤں پھیلاتا ہے: والنفس کالطفل ان تمهله شبّ علی حب الرّضاع وان تفطمه ینفطم: نفس بچّے کی طرح ہے اگر آپ اسے موقعہ دیں گے تو وہ ماں کا دودھ پینے میں دلیر

رہے گا، اور آپ دُودھ چھڑا دیں تووُہ چھوڑ دے گا۔ (فتاوی رضویہ شریف)

آج جو مسلمانوں میں غلط رواج و مراسم، خرافات و ہفوات کے جراثیم، ہنود عنود کے رواج فضول کا دخول، جونزد اہل جہول مقبول، یہ سب خواہشات نفسانی شیطانی کا کرشمے و چمتکار ہیں، ان چیزوں کی مذہب اسلام میں کوئی حیثیت وقدر نہیں ہے اسی طرح خیالی، تصوراتی، جعلی، وہمی پیروں، گارام، تھان وغیرہ کا مان سمان ان کے نام سے میلادخوانی، فاتحہ خوانی، شربت و بریانی، چراغاں وروشنی، جانوروں کی قربانی، پھر لوگوں کی ضیافت ومہمانی، کل کے کل شیطانی، خواہشات نفسانی، ابلیس ہی ان سب کا بانی مبانی، جبھی تونہیں ان سب کی اسلام میں عزت وقدردانی۔ انہیں لایعنی چیزوں کا سد باب اس کتاب لاجواب باصواب میں کیا گیا ہے بالخصوص بنگال وآسام و بنگلہ دیش کے اطراف میں پائے جانے والے غیر اسلامی رسم ورواج اور خیالی پیروں کے نام سے ہونے والے منافی ایمان افعال واعمال واقوال کی سرکوبی کی گئی ہے۔ ان سب کی اصلیت وحقیقت کیا ہے؟ آغاز وابتدا کیسے اور کب؟ اور ان وہمی پیروں کے نام اور ناموں کی وجہ تسمیہ، ان کے قائلین ومتبعین کون؟ اور ان کے نام سے انجام پانے والے امور بدعیہ ممنوعہ کی زبردست تحقیق نہایت چھان بین، محنت ومشقت و جانفشانی کے ساتھ یکجا کر کے مع حکم شرعی سب کو بالتصریح والتشریح بیان کیا گیا ہے۔

اس کتاب میں جن من گھڑت پیروں کی تحقیقات کی گئیں ہیں وہ یہ **ہیں، ستیہ پیر المعروف سوت پیر، گھوڑا پیر، ٹینا پیر، لنگٹا پیر**

،گاجی پیر، پانچ پیر، سونا پیر،جمعہ پیر یا جومبا پیر، مانک پیر، مدن پیر،کھونچپا پیر، دگھی پیر،کاونری پیر، ماچنگالی پیر وغیرہ اسی طرح بھوت، بھوتنی،چڑیل،آسیب، مسان،ھتان،گارام وغیرہ،، کا بھی حکم دلائل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور علم وتحقیق کی جملہ توانائیوں کو صرف کر کے یہ کتاب سلک ترتیب میں پروئی گئی ہے۔

یہ مستحکم تحقیقی تصنیف لطیف، محقق عصر، ماہر علم وفن، ماحی بدعات ومنکرات، پاسبان مسلک اعلی حضرت، **خلیفہ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد احمد رضا صاحب قبلہ قادری رضوی مصباحی حنفی دیناجپوری مدظلہ العالی** (شہزادہ بلبل بنگال علیہ الرحمہ) صدر ومفتی وشیخ الحدیث جامعہ اہل سنت ضیاء العلوم کالپی شریف یوپی کے مایہ ناز قلم سے برآمد ہوئی ہے۔ یہ کتاب ان خیالی پیروں اوران کے نام پرنذرونیاز اور بالخصوص سوت پیر کے نام سے ناچ گانے، ڈھول تاشے باجے کی مجلس قائم کرنے والے بے شرع، جہال بے ادراک، معاصی میں بیباک لوگوں کے ردوابطال میں میری نظر میں یہ پہلی جامع کتاب ہے، پہلی تحریری کوشش ہے، ماہرین کا قول ہے کہ پہلی کوشش کرنے والا ہمیشہ پرخار راستے سے گزرکرآنے والی نسلوں کے لیے راہ ہموار کرتا ہے، ہاں علماء کرام اپنے اپنے علاقوں میں تقریری بیانات کے ذریعے ان ہفوات کا رد کر چکے ہیں اور کرتے ہیں انہیں علماء کرام کی بے شمار کوششوں محنتوں کا ثمرہ ہے کہ بہت سے علاقوں سے یہ چیزیں نیست ونابود ہو چکی ہیں مگر تحریری طور پر ان

پیروں کا رد کرنے کی اولیت کا سہرا مفتی صاحب قبلہ کو حاصل ہوا (ماشاءاللہ) موصوف گرامی کا یہی مقصود ہے کہ جن بعض علاقوں میں ان منافی ایمان چیزوں، بدعات و منکرات کا وجود ابھی بھی باقی ہے وہ بالکلیہ کیفر کردار تک پہونچے اور ان کا نام ونشان بھی باقی نہ رہے۔

الحمدللہ! کما حقہ آپ نے ان سب کا آیات قرآنیہ احادیث وآثار صحیحہ متوافرہ، اقوال ائمہ دینیہ وجزئیات فقہیہ وافادات رضویہ سے باطل ہونا ثابت کیا اور ہم سب کی طرف سے کفارہ بھی ادا کر دیا، اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی ترغیب بھی دیدی، میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ اس لائق تحسین قابل دید کتاب نے اپنے موضوع کے اثبات کا حق ادا کر دیا، کتاب کے مندرجات پڑھ کر قلب لطف اندوز ہوا اور طبیعت محظوظ ہوئی فقیر اپنے الفاظ میں اس تحقیق انیق کی تحسین کی قدرت نہیں رکھتا، آپ کی جودت طبع کا یہ عظیم شاہکار آپ کی تحقیقات وتدقیقات، جدو جہد، بدعات ومنکرات کی بیخ کنی کا جذبہ وافراہ، تعلیمات اعلی حضرت کی تبلیغ واشاعت کی فکر، دینی حمیت، علمی فقہی گہرائی پر واضح دلیل ہے مفتی صاحب قبلہ کے کارناموں کو عوام وخواص کافی پسند کرتے ہیں علماء کرام آپ کی جودت طبع، تحقیق وتدقیق، تصنیفات وتالیفات ومقالات، تصلب دینی کو خوب سراہتے ہیں، احقاق حق وابطال باطل آپ کا ممتاز وصف ہے، مفتی صاحب قبلہ کے رشحات قلم سے ایک درجن سے زائد مطبوعہ وغیر مطبوعہ تصنیفات و تالیفات ہیں جنکی قدر تفصیل یوں ہے۔

(۱) تازیانہ بر محبین عام دیابنہ ۔(۲) قہر ربانی بر فتنۂ شیطانی۔ (۳) المذہب المشہور فی زیارۃ القبور۔ (۴) حضرت امام اعظم ایک تعارف۔ (۵) جامعہ جمال العلوم کا پیغام تعلیم ۔(۶) مولانا عبدالباری فرنگی محلی ایک تعارف۔(۷) شواہد جلیلہ در مسئلۂ وسیلہ۔ (۸) بعث بعد الموت کا عقیدہ قرآن مجید کی روشنی میں ۔(۹) بنگلہ شاعر قاضی نذر الاسلام کے ایک شعر کا شرعی حکم ۔(۱۰) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی و حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی حنفیت ۔(۱۱) نقوش حیات (حیات وخدمات حضرت بلبل بنگال علیہ الرحمہ داسپاڑا) (۱۲) انوار محمدی ترجمہ وتشریح ضیائے محمدی (شخصیت وسیرت حضرت سیدنا میر محمد ترمذی کالپوی رحمۃ اللہ علیہ)۔(۱۳) تنویر الصحیفہ فی تابعیت ابی حنیفہ (تقدیم وتخریج)۔(۱۴) العمل المغفور فی زیارۃ القبور (تقدیم وتخریج)۔(۱۵) اثبات علم غیب۔(۱۶) حضرت غوث صمدانی ۔(۱۷) سوت پیر کی اصلیت اور گانا بجانے کی ممانعت وغیرہ۔

علاوہ ازیں متعدد مضامین وفتاویٰ بھی ہیں اور یہ کتابیں کوئی 15/10 صفحات پر مشتمل نہیں ہیں بلکہ الحمدللہ اتنے صفحات پر تو آپ کے مقالات مشتمل ہوتے ہیں، آپ کے اندر دینی ملی درد کتنا ہے اور تبلیغ حق کے لئے کتنا کوشاں رہتے ہیں وہ ان کتابوں سے بکمال وضوح ظاہر ہوتا ہے خاص طور سے علاقے میں دیوبندیت وصلح کلیت کی بڑھتی گندی فضا، اور مسلک اعلی حضرت کے خلاف امور واردہ سے کتنا مضمحل ومضطرب رہتے ہیں، وہ آپ کی ,,تازیانہ بر محبین عام دیابنہ، قہر ربانی برفتنہ

شیطانی، المذہب المشھور فی زیارۃ القبور،، جیسی اہم تصنیفات سے بخوبی معلوم ہوتا ہے اور یہ (سوت پیر والی کتاب) بھی اسی قبیل سے ہے۔ مجھے یقین ہے کہ عصبیت کی دلدل سے دور، حق گو، حق شناس، بے غبار قلب کا حامل شخص ان کتابوں کو دیکھ کر سراہے بغیر رہ نہیں سکتا، اور کہہ اٹھے گا کہ ان کتابوں کے بارے میں کچھ کہنا سورج کو چراغ دکھانے کے مرادف ہے کیونکہ۔**آفتاب آمد دلیل آفتاب۔**

فقیر قادری غفرلہ القوی، مفتی صاحب قبلہ کی اس پرتنویر روح افزا تحریر کی بابت کچھ خامہ فرسائی کر کے بھی شرمندہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا، مولائے کریم بطفیل رؤوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہماری علمی دوستی کو مستحکم رکھے، نظر بد سے بچائے اور حبیب مکرم مفتی صاحب قبلہ کو اجر عظیم عطا فرمائے آپ کی خدمات کو شرف قبولیت بخشے اور مرام و مقاصد حسنہ کی تکمیل کے ساتھ معتقدات و معمولات اہل سنت کو مزید اجاگر کرنے اور باطل افکار و نظریات کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

راقم السطور پر قصور **محمد شاعر رضا قادری رضوی** دار جلنگوی غفرلہ الغفور

خادم التدریس والافتاء جامعۃ الرضا بریلی شریف

28/صفر المظفر 1442ھ بمطابق 17/اکتوبر 2020ء روز شنبہ

موبائل نمبر: 8167539036

عرضِ حال

حامدا و مصلیا و مسلما

اسلام واحد ایسا مذہب ہے جس میں کسی کی خواہشات و مرضی کو کوئی دخل نہیں، اس کے قوانین وضوابط مرتب ہیں اور ہر مسلمان کو ان کے مطابق عمل کرنا لازم ہے، خلاف ورزی نا قابل قبول ہے۔ عقائد واعمال کے اعتبار سے اس کے اندر مدارج متعین ہیں جو فرائض، واجبات اور مستحسنات ومباحات کی صورت میں ہمارے سامنے ہیں اسی طرح احترازات کے قبیل سے ممنوعات، مکروہات، تحریمات وکفریات کی تفصیل سے بھی ہمیں آگاہ کر دیا گیا ہے۔ اور یہ اصول متعین کر دیا گیا ہے کہ اگر کسی کا کوئی عمل شرع مطہرہ کے موافق ہو تو مقبول ہے اور جو عمل اسلامی شریعت سے کسی بھی زاویئے سے متصادم ہو وہ مردود ہے جیسا کہ سنن ابی داؤد میں ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بسند صحیح مروی ہے۔

:قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ :قَالَ ابْنُ عِيسَى۔ : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَنْ صَنَعَ أَمْرًا عَلَى غَيْرِ أَمْرِنَا فَهُوَ رَدٌّ :حکم الحدیث صحیح: یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو ہمارے دین میں کوئی ایسا طریقہ نکالے جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ طریقہ مردود ہے۔ ابن عیسیٰ نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو ہمارے طریقہ کے برخلاف کوئی نیا طریقہ ایجاد

کرلے وہ طریقہ مردود ہے۔ (سنن ابی داؤد باب فی لزوم السنہ)

اسی طرح سنن ترمذی میں ہے۔

:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَنْ سَنَّ سُنَّةَ خَيْرٍ فَأُتْبِعَ عَلَيْهَا ، فَلَهُ أَجْرُهُ، وَمِثْلُ أُجُورِ مَنِ اتَّبَعَهُ، غَيْرَ مَنْقُوصٍ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا. وَمَنْ سَنَّ سُنَّةَ شَرٍّ فَأُتْبِعَ عَلَيْهَا كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهُ، وَمِثْلُ أَوْزَارِ مَنِ اتَّبَعَهُ، غَيْرَ مَنْقُوصٍ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئًا [وَفِي الْبَابِ عَنْ حُذَيْفَةَ] هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ: یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی کسی جائز طریقہ کو رائج کرے تو اس پر عمل کرنے والے کو جو اجر ملے گا اتنا ہی رائج کرنے والے کو بھی ملے گا اور عمل کرنے والوں کے اجر میں کچھ کمی بھی نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر کوئی کسی ناجائز طریقہ کو رائج کرے گا تو اس پر چلنے والے کو جتنا گناہ ملے گا اتنا ہی رائج کرنے والے کو بھی ملے گا اور عمل کرنے والوں کے گناہوں میں کچھ کمی بھی نہ ہوگی (سنن ترمذی ابواب العلم)

حدیث پاک کا پس منظر یہ بتا رہا ہے کہ انسان طبعی طور پر کچھ اس نہج پر گامزن واقع ہوتا ہے کہ کوئی امر اگر اس کے دل کو بھا جائے تو اس کو وہ عملا اپنا لینا چاہتا ہے اور جسے وہ پسند نہ کرے اس سے کنارہ کش نظر آتا ہے۔ چنانچہ دوسرے تمام مذاہب قانون الٰہی سے باغی ہو کر ایسے طبع زاد قانون کی وجہ سے ہی خواہشات کا مجموعہ بنے ہوئے ہیں جبکہ اسلام اللہ رب العزت کا نازل کردہ ایسا دین ہے جس کے تمام قوانین اسی احکم

الحاکمین کے وضع کردہ ہیں اس لئے یہاں بندے کی صرف اسی خواہش کا احترام ہوسکتا ہے جو قانون الٰہی کے تابع ہو۔

ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ جب سے انسانی معاشرہ کی تشکیل عمل میں آئی ہے اس کے ساتھ کچھ رسم ورواج بھی ظہور پذیر واقع ہوئے ہیں جو آہستہ آہستہ سماج کا حصہ بن گئے۔ اسی کے ساتھ یہ سچائی بھی ہمارے سامنے ہے کہ اہل حق نے ایسی رسومات ورواج کی مخالفت ہمیشہ سے کی ہے جو دینی قدروں کو چیلنج کرے اور آدمی کو دین سے دور کردے یہاں تک کہ حضور خاتم النبیین سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانۂ رسالت جب آیا تو آپ نے ان تمام رسوم ورواج کو یک لخت مٹا ڈالا جو انسانی معاشرے کو فیضان الٰہی سے محروم کرکے تعفن ونحوست زدہ کرچکے تھے۔ قال اللہ تعالیٰ۔

:اَلَّذِیۡنَ یَتَّبِعُوۡنَ الرَّسُوۡلَ النَّبِیَّ الۡاُمِّیَّ الَّذِیۡ یَجِدُوۡنَہٗ مَکۡتُوۡبًا عِنۡدَہُمۡ فِی التَّوۡرٰىۃِ وَ الۡاِنۡجِیۡلِ یَاۡمُرُہُمۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ یَنۡہٰىہُمۡ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَ یُحِلُّ لَہُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیۡہِمُ الۡخَبٰٓئِثَ وَ یَضَعُ عَنۡہُمۡ اِصۡرَہُمۡ وَ الۡاَغۡلٰلَ الَّتِیۡ کَانَتۡ عَلَیۡہِمۡ فَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِہٖ وَ عَزَّرُوۡہُ وَ نَصَرُوۡہُ وَ اتَّبَعُوا النُّوۡرَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ مَعَہٗۤ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ: وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لیے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں اُن پر حرام

کرے گا اور اُن پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اُتارے گا
تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور
کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اُترا وہی بامراد ہوئے۔(الاعراف۔۱۵۷)

اس ارشاد پاک میں صاف صاف یہ بیان موجود ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاشرے سے ایسے رواج و مراسم کو نکال باہر کیا جو طبقۂ انسانی کو وادی ذلت میں دھکیل چکے تھے۔ہاں بعض وہ رسمیں جو مقاصد شرع سے متصادم نہیں تھیں ان کو بالکلیہ ختم تو نہیں فرمایا لیکن ان کو بجالانے کا درست طریقہ بتایا یا پھر کسی مصلحت کے تحت حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو درجۂ اباحت پر رکھا۔مثلا نذر، قسم، تعویذ، بیمار کو دم کرنا وغیرہ یہ رسمیں زمانۂ جاہلیت میں بھی رائج تھیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو بالکلیہ باطل نہ فرما کر اس کا اسلامی طریقہ بتایا جو اس نہج پر اب بھی جاری ہیں اسی طرح شادی بیاہ کے موقع پر مباح اشعار پڑھنا اور چھوٹی بچیوں کا دف بجانا، عورتوں کو مہندی لگانا وغیرہ رسوم کو درجۂ اباحت پر رکھا گیا ہے لہٰذا اصول یہ قرار پایا کہ جو رسم و ایجادات مقاصد شرع کے خلاف نہ ہوں وہ جائز و درست ہیں اور جو مقاصد شریعت کے خلاف ہوں وہ ناجائز و نادرست ہیں اس اصول کو پہلی اسلامی صدی ہجری کے مجدد حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان خوبصورت الفاظ میں بیان فرمایا ہے،

:یَا أَیُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللّٰهَ لَمْ یَبْعَثْ بَعْدَ نَبِیِّکُمْ نَبِیًّا وَلَمْ یُنْزِلْ بَعْدَ
هٰذَا الْکِتَابِ الَّذِیْ أَنْزَلَ عَلَیْهِ کِتَابًا فَمَا أَحَلَّ اللّٰهُ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّهٖ

فَهُوَ حَلَالٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَا حَرَّمَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ فَهُوَ حَرَامٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ: یعنی اے لوگو! بے شک تمھارے نبی کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا اور اس کتاب کے بعد کوئی کتاب نازل نہ ہوگی جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی۔ پس اللہ عزوجل نے اپنے نبی کی زبان مبارک سے جس چیز کو حلال فرمادیا وہ قیامت تک حلال ہے اور جس چیز کو اپنے نبی کی زبان مبارک سے حرام قرار دیا وہ قیامت تک حرام ہے **(مقدمہ سنن دارمی)**

لہٰذا اب کسی کے لئے کوئی گنجائش نہیں بچتی کہ دین کے اندر کوئی ایسی راہ ورسم کی بنا ڈالے جس کو شرع مطہرہ پسند نہ کرے بلکہ لازم ہے کہ دین کا ہر ماننے والا ایسی رسم وراہ کی پرزور مخالفت کرے جو اقدار شرعیہ سے یکسر جدا اور فسق وفجور کی راہ پر ڈالنے والی ہو اور اگر کسی کے کردار وعمل سے کوئی خلاف شریعت امر ظاہر ہو تو اس کی تردید واصلاح ضرور کی جائے جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

:مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ: یعنی تم سے جو شخص کوئی گناہ کا کام دیکھے تو چاہئے کہ اس کو اپنے ہاتھ سے روکے اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ تو دل میں اس کو برا جانے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے **(مسلم)**

الحمدللہ! اپنے اسلاف کی سنت پر چلتے ہوئے راقم آثم کی بھی یہی کوشش رہتی ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس ارشاد مبارک پر حتی الامکان عمل پیرا رہنے کی جد و جہد اور حسب طاقت غیر اسلامی امور اعتقاد کے خلاف اپنی توانائی صرف کرے۔

چونکہ راقم پیدائشی طور پر جس علاقہ سے تعلق رکھتا ہے وہاں کچھ ایسی غیر اسلامی رسمیں بہت پہلے ہی سے چلی آرہی تھیں جو دوسری جگہ کم دیکھنے کو ملتی ہیں اس لئے یہ فریضہ مزید گراں ہوتا چلا گیا کہ اس جہت میں لازمی طور پر شرعی نقطۂ نظر واضح کرنے کی ضرورت ہے۔ اگرچہ علاقہ کے ذی ہوش و درد مند علماء کی کوششوں سے بہت حد تک وہ رسمیں منہدم ہوئی ہیں مگر بعض بعض جگہ ایسے افراد اب بھی موجود ہیں جو ان کے تئیں بہت ہی فراخدل واقع ہوئے ہیں۔

ہمارے اس جذبے کو خاص تقویت اس وقت ملی جب ۲۰۱۴ء میں محب محترم **حضرت مولانا زین الدین رضوی صاحب قبلہ** صدر تنظیم فلاح المسلمین چوپڑا ضلع اتر دینا جپور نے علاقے میں ایسے ہی مروج ناجائز رسوم کے متعلق چودہ سوالات مرتب کر کے ہم سے فوری جواب لکھنے کی فرمائش کی جن میں سے ایک سوال سوت پیر کے متعلق سب سے زیادہ توجہ، تحقیق و تفصیل طلب تھا۔ اپنی علمی بے سروسامانی کے باوجود بکرمہ تعالیٰ ہماری طرف سے ان کے جوابات اختصار کے ساتھ اسی وقت دے دیئے گئے تھے اور جو باتیں اس میں تحقیق طلب تھیں ان کی تفصیل بعد میں عرض کرنے کا وعدہ کیا تھا لیکن اس کے بعد دیگر ضروری و پیہم مصروفیات کے باعث ایک لمبا وقت نکل گیا اور کام زیر التوا رہا۔ تاہم گوشۂ ذہن میں اس کا داعیہ برابر موجود رہا پھر کچھ دنوں قبل

علاقہ سے چند احباب علماء نے سوت پیر اور گارام وغیرہ کے بارے میں بذریعہ فون کچھ مسائل پوچھے تو اس طرف توجہ لازمی ہوگئی اور بالآخر اس جواب کی تفصیل وتکمیل کے لئے وقت نکل ہی آیا: فالحمد للہ علیٰ احسانہ۔

اور اب جواب لکھتے وقت یہ خیال آیا کہ ہمارے علاقے میں سوت پیر اور اس کے تعلق سے عوام الناس میں پائے جانے والے نظریات ورسومات کی حقیقت کا بھرپور پتہ لگایا جانا چاہیے تاکہ اس کی صحیح تصویر سامنے آجائے اور پوری کہانی سب کو معلوم ہوجائے ممکن ہے اس سے مکمل طور پر اس کے انسداد کی راہ آسان ہوجائے، یہ بات اکثر لوگوں کو معلوم ہے کہ علاقہ میں سوت پیر کو لے کر طرح طرح کے باطل اوہام وخلاف اسلام نظریات پرانے زمانے سے چلے آرہے ہیں اور بہت سے انجان ودین سے بے بہرہ مسلمان اس میں ملوث پائے جاتے ہیں اگرچہ علمائے اہلسنت نے اپنے وعظ وخطابات کے ذریعے ردوابطال کر کے بہت حد تک اس موذی مرض کا سدباب کیا ہے اور اس کے جھوٹے اثرات کو توڑا ہے لیکن اس کی تاریخ وحقائق کا باب تشنہ ہی رہا۔ لہٰذا میں مشکور وممنون ہوں خلیفۂ توصیف ملت حضرت مولانا زین الدین رضوی صاحب قبلہ دیناجپوری کا کہ انھوں نے ایک سوال کے ذریعہ اس طرف توجہ دلائی جس کے نتیجے میں اس جعلی پیر واس نوعیت کے کچھ اور پیروں کی سچائی سامنے آگئی اور عامۃ الناس کے لئے ان سب کا شرعی حکم بھی بیان ہوگیا۔

پھر ہوا یوں کہ سوت پیر کے سوال پر بقدر کفایت جواب لکھ کر ہم نے اپنے مخلص

دوست **خلیفۂ سرکار تاج الشریعہ فاضل جلیل مفتی اعظم ضلع دارجلینگ حضرت علامہ مفتی محمد شاعر رضا رضوی دارجلنگوی طال عمرہٗ وزادحبہٗ استاذ جامعۃ الرضا بریلی شریف** کی خدمت میں ارسال کیا انھوں نے ملاحظہ فرمانے کے بعد باقتضائے محبت جو مشورے عطا کئے بربنائے ضرورت ان سے صرف نظر کی گنجائش ہی نہیں تھی۔ انھوں نے فرمایا کہ اس قبیل کے بہت سے خیالی وتصوراتی پیر اور ناجائز رسمیں علاقہ کے مسلمانوں کے لئے گمراہی کا باعث بنے ہوئے ہیں لہٰذا جہاں تک ہو سکے سب کی نشاندہی اور حکم شرع بیان ہونا چاہئے ۔بس حضرت مفتی صاحب قبلہ کے ارشاد کے مطابق حسب استطاعت اس راہ پر سفر شروع کر دیا جس میں خود مفتی صاحب قبلہ بھی برابر شریک سفر رہے اور نتیجۃً کتاب کی یہ شکل وجود میں آگئی جس میں سوت پیر واس قبیل کے دیگر فرضی پیروں اور گارام، تھان، تالاب، مسان وغیرہ کی حیثیت بیان کر کے مختصراً حکم شرع ذکر کر دیا گیا۔ میں حضرت کا بیحد ممنون ومشکور ہوں کہ ان کی مخلصانہ توجہ سے اس کتاب میں بہت سی مفید اور ضروری معلومات مندرج ہوئیں نیز انھوں نے کتاب کے حوالے سے اپنے قیمتی تاثرات سے بھی نوازا اور اس کی اشاعت وطباعت کا راستہ بھی ہموار فرمایا بلکہ سچ پوچھئے تو حضرت مفتی صاحب قبلہ کی تحریک وتدبیر ہی اس کی ترتیب وطباعت کا ذریعہ بنی ہے۔ بے شک حضرت مفتی صاحب قبلہ کا فقیر کے حق میں یہ ایک عظیم احسان ہے جس کے بدلے میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ اللہ عزوجل ان کو اجر جزیل سے نوازے اور دائمی خوشی ومسرت کی دولت سے مالا مال رکھے۔

اس جگہ **رئیس الفقہاء حضرت علامہ مفتی رفیق الاسلام نوری مدظلہ النورانی صدر شعبۂ**

افتاء جامعہ غوثیہ شکوریہ بلہور کی خدمت بابرکت میں ہدیہ تشکر پیش کرنا بھی میرے لئے لازم وضروری ہے کہ حضرت نے کتاب ہذا کو ملاحظہ فرمایا اور اس پر اپنے قیمتی تاثرات سے بھی نوازا۔ اللہ تعالیٰ حضرت قبلہ گاہی کو دائمی صحت وسلامتی عطا فرمائے اور آپ کا سایۂ علمی ہم سب پر تادیر قائم رکھے۔ آمین۔

ساتھ ہی ساتھ میں شکر گذار ودعا گو ہوں **محب محترم حضرت مولانا مفتی حسنین رضا مصباحی صاحب قبلہ، محب گرامی حضرت مولانا منصور رضا رضوی صاحب قبلہ وعزیز القدر حضرت مولانا مفتی حیات اللہ رضوی سلمہ اللہ تعالیٰ** اساتذۂ جامعہ اہلسنت ضیاء العلوم کالپی شریف کے حق میں کہ ان حضرات نے پوری کتاب کی پروف ریڈنگ کا فریضہ بحسن وخوبی ادا کیا اور اس کے عیوب ومحاسن سے آگاہ فرمائے۔ اور چونکہ کتاب ایک سوال کے جواب میں منصۂ شہود پر آرہی ہے اس لئے اس کی ترتیب میں سائل کے سوال کا لحاظ رکھا گیا ہے چنانچہ پورے مضمون کو تین باب میں تقسیم کرکے پہلے باب میں گانے بجانے کی روایت پر شرعی موقف بیان کیا گیا ہے اس کے بعد گانے بجانے ودیگر غیر شرعی رسوم کی منت پر حکم شرعی ذکر کیا گیا ہے پھر دوسرے باب میں سوت پیر سمیت دیگر خیالی پیروں کی حقیقت اور ان کے نام سے رائج رسموں کا جائزہ پیش کیا گیا ہے اور سب سے آخر یعنی تیسرے باب میں فتاویٰ رضویہ کی وہ عبارات نقل کردی گئی ہیں جو ناجائز وغیر اسلامی رسوم رواج کے رد وابطال پر مشتمل ہیں تاکہ قارئین کو مکمل وثوق واعتماد حاصل ہو۔

مضامین کے لحاظ سے اس کتاب کا نام ہم نے ,,سوت پیر کی اصلیت اور گانے بجانے کی

ممانعت ،، رکھا ہے، جس کے عناوین مضامین کچھ اس طرح ہیں (۱) گانے بجانے کی ممانعت ارشادات قرآنی کی روشنی میں (۲) احادیث پاک میں گانے بجانے کی مذمت (۳) عندالفقہاء گانے بجانے کا حکم (۴) گانے بجانے یا کسی بھی ناجائز کام کی منت ماننے کا حکم (۵) فعل گناہ کی نذر ماننا جائز نہیں (۶) سوت پیر کی اصلیت (۷) ان خیالی پیروں کے معتقدین (۸) مسلمانوں میں یہ تصورات کیسے پھیلے؟ (۹) تبصرۂ حنفی) سوت پیر کی تھانیں اور رسمیں (۱۰) کچھ اور خیالی پیروں کے حقائق (۱۱) مذکورہ باطل پیروں، تھانوں اور ان سے منسوب رسوم کا شرعی حکم (۱۲) حاصل جواب۔

امید ہے اہل اخلاص ومحبت اسے نظر تحسین سے دیکھنا گوارہ کریں گے اور ہمارے حق میں دعائے خیر فرمائیں گے لیکن سب کی بارگاہ میں ایک عاجزانہ التماس یہ بھی ہے کہ کتاب میں اگر کہیں کوئی سقم وخطا نظر آئے تو از راہ خیر ہمیں آگاہ کریں تا کہ اس کا مناسب تدارک کیا جاسکے۔ اس مقام پر یہ بات گوش گزار کرنا بھی جائز سمجھتا ہوں کہ راقم آثم ضروری مسائل وموضوعات کی اہمیت سے متاثر ہوکر اپنی بساط بھر کچھ نہ کچھ لکھ تو لیتا ہے لیکن اہم مرحلہ ان مضامین کی اشاعت وطباعت کا درپیش ہوتا ہے چنانچہ راقم کی کئی مفید تالیفات ابھی تک منتظر اشاعت ہیں جبکہ کچھ وہ ہیں جو زیر ترتیب ہیں تاہم مخلص احباب وکرم فرماؤں کی توجہات خاصہ سے اب یہ مرحلہ بھی آسان ہوتا دِکھ رہا ہے، امید ہے کہ ان کی یہ عنایات کریمانہ جاری رہیں گی اور ہماری دیگر قلمی کاوشیں بھی طباعت آشنا ہوسکیں گی ان شاءاللہ۔

یہاں مجھے یہ بات لکھتے ہوئے بے پناہ مسرت ہورہی ہے کہ اس بار ہماری اس تالیف کی

اشاعت کا بیڑا,, **خانقاہ تاج الوریٰ اجمیر نگر**،، جھوڑا گچھ علاقہ ہفتیہ تھانہ چوپڑا ضلع اتر دیناجپور بنگال نے پورے اخلاص کے ساتھ اٹھایا ہے اور اس کے لئے **خانقاہ تاج الوریٰ کے سجادہ وسربراہ پیر طریقت حضرت مولانا سخاوت علی چشتی دامت برکاتہم العالیہ** اور ان کے احباب گرامی نے اشاعت کا صرفہ اپنے ذمہ قبول فرمایا ہے، لہٰذا احقر پورے جذبۂ امتنان کے ساتھ ان حضرات کے اس اقدام خیر کا استقبال کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ مولیٰ عزوجل ان میں سے ہر فرد کو اس کی نیت صالحہ وجذبۂ صادقہ کا اپنی بارگاہ سے اجر کامل عطا فرمائے اور کتاب ہذا کو قبولیت تامہ عطا فرمائے۔

اخیر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ہماری اس کوشش کو قبول فرمائے، اس کے ذریعہ ان تمام خرافات ونظریات سے قوم کو نجات عطا فرمائے جن کو ٹارگیٹ کر کے یہ تحریر مرتب کی گئی ہے نیز ہم سب کو ہر طرح کی خرافات وناجائز امور سے دور رکھے بالخصوص راقم آثم کو اپنے حبیب کریم سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے صحت وسلامتی کے ساتھ اس جادۂ مرضیہ پر گامزن رکھے تاکہ احترام دین وسنت اور ازالۂ بدعات وخرافات کا کام زیادہ سے زیادہ انجام دے سکے اور اس کو ایمان پر موت نصیب ہو۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

طالب دعائے مغفرت

احقر الوریٰ **محمد احمد رضا مصباحی** غفرلہ ولابویہ

جامعہ اہلسنت ضیاء العلوم کالپی شریف جالون یوپی۔ ۱۷ ستمبر ۲۰۲۰ء

پہلا باب

گانے بجانے کی ممانعت

سوال: سوت پیر کے نام پر گانا گانا، گانے کی منت مانگنا کہاں تک درست ہے اور سوت پیر کی اصلیت کیا ہے؟۔

گانے نجانے کی ممانعت قرآنی کی روشنی میں

الجواب بعون الملك الوہاب اللهم ہداية الحق والصواب۔

بسم الله الرحمٰن الرحيم

نحمده ونصلى ونسلم على رسوله الكريم

پہلی بات تو یہ ہے کہ آج کل عرف عام میں جس چیز کو گانا بجانا کہا جاتا ہے وہ سراسر لہو ولعب ہے جو ناجائز ہے لہٰذا اسلام میں گانا گانا، دوسرے کو گا کر سنانا یا سننا اور ایسی محافل ومجالس کا اہتمام کرنا سخت ناجائز وحرام ہے چاہے سوت (ستیہ) پیر کے نام پر ہو یا کسی اور کے نام پر کیوں کہ لہوولعب، کھیل تماشا یہ سب ایسے افعال نامحمودہ ہیں جو انسان کو اللہ عزوجل کے ذکر سے غافل کردیتے ہیں۔ اسی لئے شریعت اسلامیہ میں گانے بجانے کی حرمت وممانعت وارد ہوئی ہے کما قال اللہ تعالیٰ۔

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ: اور ڈِگادے (بہکادے) ان میں سے جس پر قدرت پائے اپنی آواز سے (بنی اسرائیل۔ ٦٤)

اس آیت کی تفسیر میں امام ابن جریر طبری رقمطراز ہیں۔

فقال بعضهم عنى به صوت الغناء واللعب ذكر من قال ذلك: حدثنا أبو كريب، قال: ثنا ابن إدريس، عن ليث، عن مجاهد، في قوله {وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ} قال: باللهو والغناء: یعنی حضرت امام مجاہد فرماتے ہیں کہ آیت میں صوت سے مراد لہو اور گانا ہے۔(تفسیر طبری)

حضرت امام ابن کثیر لکھتے ہیں۔

قيل هو الغناء قال مجاهد: باللهو والغناء أي استخفهم بذلك وقال ابن عباس في قوله {وَٱسْتَفْزِزْ مَنِ ٱسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ} قال كل داع دعا إلى معصية الله عز وجل، وقاله قتادة واختاره ابن جرير: یعنی امام مجاہد نے کہا کہ صوت سے مراد گانا ہے اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مراد ہر وہ بلانے والا جو اللہ کی نافرمانی کی طرف بلائے امام قتادہ کا بھی یہی مذہب ہے اور ابن جریر نے اسی کو اختیار کیا ہے۔(تفسیر ابن کثیر)

حضرت امام ابن جوزی فرماتے ہیں۔

وفي المراد بصوته قولان أحدهما: أنه كل داعٍ دعا إلى معصية الله، قاله ابن عباس والثاني: أنه الغناء والمزامير، قاله مجاهد: صوت کے معنی مرادی میں دو قول ہیں، اول یہ کہ مراد اس

سے ہر وہ بلانے والا جو اللہ کی نافرمانی کی طرف بلائے یہ حضرت ابن عباس کا قول ہے اور دوم یہ کہ مراد اس سے گانا اور مزامیر ہے یہ حضرت مجاہد کا قول ہے۔(زاد المسیر لابن الجوزی)

حضرت صدر الافاضل لکھتے ہیں۔

,,بعض علماء نے فرمایا کہ (آیت میں لفظ صوت) مراد اس سے گانے باجے لہو ولعب کی آوازیں ہیں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ جو آواز اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف منہ سے نکلے وہ شیطانی آواز ہے،(خزائن العرفان)

اور اس سلسلے میں سورۂ لقمان میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

:وَمِنَ النَّاسِ مَن يَّشتَرِى لَهوَ الحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللهِ بِغَيرِ عِلمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوا ،أُولَٰئِكَ لَهُم عَذَابٌ مُّهِينٌ : ترجمہ۔اور کچھ لوگ کھیل کی بات خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں بے سمجھے اور اُسے ہنسی بنالیں اُن کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔(لقمان۔٦)

اس آیت کی تفسیر میں حضرت امام نسفی لکھتے ہیں۔

:وكان ابن عباس وابن مسعود رضى الله عنهما يحلفان انه الغناء، وقيل الغناء مفسدة للقلب منفدة للمال مسخطة للرب: یعنی حضرت ابن عباس وابن مسعود رضی اللہ عنہما حلف

اٹھا کر کہتے تھے کہ لہوالحدیث سے مراد گانا ہے، اور کہا گیا ہے کہ گانا دل کو فاسد، مال کو تباہ اور رب تعالیٰ کو ناراض کر دیتا ہے۔ (تفسیر نسفی تحت آیت مذکور)

امام طبری نے یہ روایت نقل کی ہے۔

:عن سعید بن جُبَیر عن أبی الصهباء البکری أنه سمع عبد الله بن مسعود وهو یُسأل عن هذه الآیة {وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَشْتَرِی لَهْوَ الحَدِیثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیلِ اللهِ بغَیْرِ عِلْمٍ} فقال عبد الله: الغناء والذی لا إله إلاَّ هو، یردّدها ثلاث مرّات: یعنی حضرت عبداللہ ابن مسعود سے لہوالحدیث کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے جواب دیا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں آیت میں لہوالحدیث سے گانا مراد ہے اور ایسا انھوں نے تین بار کہا۔ (تفسیر طبری)

امام قرطبی لکھتے ہیں۔

:لَهْوَ الْحَدِیثِ: الغناء فی قول ابن مسعود وابن عباس وغیرهما والنحاس: وهو ممنوع بالکتاب والسنة؛۔۔۔قلت: هذه إحدی الآیات الثلاث التی استدلّ بها العلماء علی کراهة الغناء والمنع منه: یعنی لہوالحدیث سے مراد گانا ہے یہ حضرت ابن مسعود وابن عباس وغیرہما کا قول ہے اور نحاس نے کہا یہ کتاب وسنت سے ممنوع ہے۔۔۔۔ میں کہتا ہوں یہ ان تین آیتوں میں سے ایک ہے جن سے علماء نے گانے

کی کراہت وممانعت پر استدلال کیا ہے۔(تفسیر قرطبی)

اسی لفظ لہوالحدیث کے تحت خزائن العرفان میں ہے۔

,,لہو یعنی کھیل ہر اس باطل کو کہتے ہیں جو آدمی کو نیکی سے اور کام کی باتوں سے غفلت میں ڈالے، کہانیاں افسانے اسی میں داخل ہیں۔

اور تفسیر صراط الجنان میں ہے۔

,,لہو یعنی کھیل ہر اس باطل کو کہتے ہیں جو آدمی کو نیکی سے اور کام کی باتوں سے غفلت میں ڈالے۔اس میں بے مقصد وبے اصل اور جھوٹے قصے، کہانیاں اور افسانے، جادو، ناجائز لطیفے اور گانا بجانا وغیرہ سب داخل ہے۔اِس قسم کے آلاتِ لَہْو ولَعِب کو بیچنا بھی منع ہے اور خریدنا بھی ناجائز، کیونکہ یہ آیت ان خریداروں کی برائی بیان کرنے کے بارے میں ہی اتری ہے۔اسی طرح ناجائز ناول، گندے رسالے، سینما کے ٹکٹ، تماشے وغیرہ کے اسباب سب کی خرید وفروخت منع ہے کہ یہ تمام لَهْوَ الْحَدِيْث یا ان کے ذرائع ہیں۔(تفسیر صراط الجنان، تحت آیت مذکور)

نیز گانا بجانا ایک مخرب الاخلاق فعل ہے جو انسان کے سفلی جذبات کو مہمیز کرتا ہے اور دلوں میں بغض ونفاق اور کینہ وحسد پیدا کرتا ہے جس کی وجہ سے آدمی اللہ جل مجدہٗ کی طاعت وعبادت سے دور ہو کر فواحش ومنکرات میں ڈوبتا چلا جاتا ہے اور سخت فاسق وفاجر اور بے حیا وبد اخلاق بن جاتا ہے اور ہر وہ فعل جو انسانی شرافت وعدالت کو

ساقط کردے، دل ودماغ پژمردہ کردے اور صراط مستقیم سے الگ کر کے فواحش ومنکرات میں مبتلا کردے اللہ عزوجل اس سے بچنے کا حکم کرتا ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا۔

:وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ: اور اللہ تعالیٰ منع فرماتا بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو۔ (نحل، آیۃ۔ ۹۰)

اسی طرح گانا بجانا شیطان لعین کا بچھایا ہوا بظاہر خوشنما درحقیقت ایک خطرناک پھندہ ہے جس کے ذریعہ وہ لوگوں کو زنا، شراب اور جوا وغیرہ منکرات شرعیہ میں مبتلا کردیتا ہے جو کہ گناہ کبیرہ اور اللہ ورسول کی ناراضگی کا سبب ہے لہٰذا گانا سننا وسنانا اور اس کی محفل آراستہ کرنا شیطان کی کھلی پیروی کرنا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے دور ونفور رہنے کا حکم فرمایا ہے کما قال۔

:وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ، اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ: ترجمہ۔ اور شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے وہ تو تمہیں یہی حکم دے گا بدی اور بے حیائی کا اور یہ کہ اللہ پر وہ بات جوڑو جس کی تمہیں خبر نہیں۔ (البقرہ۔ ۱۶۸/۱۶۹)

:يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ: ترجمہ۔ اے ایمان والو اسلام میں

پورے داخل ہو اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔(البقرہ۔۲۰۸)

:یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ وَ مَنْ یَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ فَاِنَّهٗ یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا وَّ لٰكِنَّ اللّٰهَ یُزَكِّیْ مَنْ یَّشَآءُ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ :اے ایمان والو شیطان کے قدموں پر نہ چلو اور جو شیطان کے قدموں پر چلے تو وہ تو بے حیائی اور بُری ہی بات بتائے گا اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم میں کوئی بھی کبھی ستھرا نہ ہوسکتا ہاں اللہ ستھرا کر دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ سُنتا جانتا ہے۔(النور۔۲۱)

احادیث پاک میں گانے بجانے کی مذمت

گانے بجانے اور آلات غنا کی حرمت و مذمت و اس سے اجتناب کے سلسلے میں بکثرت احادیث مروی ہیں ان میں سے چند یہ ہیں۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

:الغناء یُنْبِتُ النفاقَ فی القلب،وفی غیر ابی داؤد عنہ،الغناء یُنْبِتُ النفاقَ فی القلب کما یُنْبِتُ الماءُ البقلَ: یعنی گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے جیسا کہ پانی سبزہ اگاتا ہے(سنن ابی داؤد کتاب الادب)

ایک اور حدیث میں ہے۔

:ما مِنْ رجلٍ يَرفعُ صوتَه بالغناءِ إلا بَعث اللّٰهُ عليـهِ شـيطانَين:
أحدُهما على هذا المنكبِ والآخرُ على هـذا المنكـبِ، فـلا يزالان
يضربانهِ بأَرجلِهما حتى يكونَ هو الـذى يسـكتُ: یعنی جب بھی کوئی
شخص گانا گانے کے لئے اپنی آواز بلند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دو شیطان کو
راہ دیتا ہے ان میں سے ایک ایک کاندھے پر اور دوسرا دوسرے کاندھے پر
سوار ہو جاتا ہے اور یہ دونوں لگاتار اپنے پاؤں اس پر مارتے رہتے ہیں یہاں
تک وہ شخص خاموش ہو جائے۔ (تفسیرات احمدیہ، تفسیر نسفی وغیرہما)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

:من ملأ مسامعه من غناء لم يؤذن أن يسمع صـوت الروحـانيين
يوم القيامة. قيل: وما الروحانيون يا رسـول الله قـال: قـراء أهـل
الجنة: یعنی جو اپنی سماعت کو گانے کی آواز سے بھرپور رکھے تو قیامت کے دن
اسے روحانیوں کی آواز سننے کی اجازت نہ ہوگی! عرض کی گئی یا رسول اللہ!
روحانیون کون ہیں؟ فرمایا اہل جنت کا پڑھنا (مجمع البیان لطبرسي)

اس مضمون کی کثیر احادیث وارد ہیں جن سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ
شرع مطہرہ نے بندوں کو ہر ایسے فعل سے بچنے کا حکم فرمایا ہے جو اللہ ورسول سے غافل
کردے اور انسانی شرافت واخلاق کو بگاڑ دے۔ بلاشبہ گانا بھی انھیں ممنوعات شرعیہ
میں سے ہے لہٰذا گانا گانا اور اسے سننا سنانا ناجائز وگناہ ہے۔

عند الفقہاء گانے بجانے کا حکم

واضح رہے کہ سماع مع المزامیر یعنی ایسی قوالی جس میں خلاف شرع اشعار تو نہ ہوں لیکن آلات موسیقی کے ساتھ ہو فقہائے اسلام نے اسے بھی ناجائز قرار دیا ہے۔ تو سوچئے ایسے راگ و گانوں کا سننا کس قدر حرام ہوگا جن میں فاسق و فجار بلکہ کافر و مشرک مرد اور عورتیں مل کر غیر شرعی و کفریہ اشعار پڑھتے ہوں اور ڈھول تاشے وغیرہ آلات موسیقی کے دھن پر سخت بے حیائی کے ساتھ ناچتے کودتے ہوں، تالی بجاتے ہوں، گندے حرکات واشارات سے نفسانی شہوات و سفلی جذبات کو مہمیز کرتے ہوں: ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم: لہٰذا اصحاب غیرت وایمان کے لئے یقیناً ایسی محافل میں شرکت کرنا اور ایسے گانے سننا ناجائز و گناہ ہے۔ سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

,,غنا اگر منکرات شرعیہ پر مشتمل ہو مثلاً مزامیر کہ حرام ہیں یا عورت کا گانا کہ باعث ہیجان فتنہ ہے یونہی محل فتنہ امرد کا گانا، یا جو کچھ گایا جائے اس کا امور مخالف شرع پر مشتمل ہونا یا ایسے امور پر خیالات کاسدہ و شہوات فاسدہ کے باعث ہوں خصوصاً مجمع عوام میں بلاشبہ ممنوع ہے،، (فتاویٰ رضویہ۔ ج ۲۲، ص ۵۵۶)

دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں۔

,,اور جو کچھ ان حسین و جمیل نغموں کے قائم مقام ہے جس کی طرف نفوس عامہ راغب ہوتے ہیں یا وہ آوازیں ہیں جو ذکر رحمن سے غافل کرنے

والی بلکہ شیطان کی طرف راغب کرنے والی اور یہ وہی خوش کن راگ ہے

کہ جس سے منع کیا گیا ہے،،۔

بلکہ آدمی ایسے گانے اگر ویڈیو یا آڈیو وغیرہ کے ذریعہ سنے جب بھی فعل حرام کا مرتکب قرار پائے گا جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت آگے فرماتے ہیں۔

,,بالجملہ شک نہیں کہ طبلہ، سارنگی۔ ڈھولک، ستار یا ناچ یا عورات کا گانا یا فحش گیت وغیرہ وغیرہ جن آوازوں کا فونو سے باہر سننا حرام ہے بلاشبہہ ان کا فونو سے بھی سننا حرام ہے،، (فتاویٰ رضویہ۔ ج ۲۳، ص ۷ ۴۳)

اس نوعیت کا آپ سے ایک اور سوال اس طرح کیا گیا۔

:ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ: اس مسئلہ میں کہ دیکھنا تماشا ٹھیڑ و ناٹک وغیرہ کا کہ جن میں امارد گاتے ہیں اور عورتوں کا لباس پہن کر سوال وجواب عاشقانہ کرتے ہیں اور اس میں تماشا دیکھنے والی عورتیں بھی ہوتی ہیں اور انہیں کے سامنے الفاظ عاشقانہ مستعمل ہوتے ہیں اور اجرت لیتے وقت باجا بجایا جاتا ہے اور ہارمونیم جو ایک باجے کی قسم ہے ہاتھوں سے بجایا جاتا ہے وہ بھی بجتا ہے اور طبلہ بھی بجتا ہے، آیا اس تماشے کا دیکھنا جائز ہے یا ناجائز؟ اور اگر ناجائز ہے تو اس تماشے کا دیکھنے والا کس درجہ کا گناہگار ہے؟ اور اس تماشے کا دیکھنے والا مرید بھی کرتا ہے اس سے مرید ہونا جائز ہے یا نہیں؟

تو اس سوال کے جواب میں آپ نے لکھا۔

الجواب: حرام حرام حرام بوجوہ حرام: کما لا یخفی علی العوام من اھل الاسلام فضلا عن العلماء بل یعرف حرمتہ فی الاسلام من لہ مخالطۃ بالمسلمین من الکفرۃ البعدأ: جیسا کہ عوام اہل اسلام پر پوشیدہ نہیں چہ جائیکہ علمائے کرام سے مخفی ہو بلکہ اسلام میں اس کی حرمت اتنی واضح ہے کہ اس کو وہ دور کے کفار بھی جانتے ہیں جو مسلمانوں سے میل جول رکھتے ہیں۔ (ایضا۔ ج ۲۴، ص ۱۳۹)

ایک اور مقام پر آلات لہو ولعب کا حکم یوں بیان فرماتے ہیں۔

,,مزامیر یعنی آلات لہو ولعب بر جہ لہو ولعب بلا شبہ حرام ہیں جن کی حرمت اولیاء وعلماء دونوں فریق مقتدا کے کلمات عالیہ میں مصرح، ان کے سننے سنانے کے گناہ ہونے میں شک نہیں کہ بعد اصرار کبیرہ ہے،،۔ (ایضا۔ ج۔ ۲۴، ص ۷۸)

بلکہ ایسا گانا جس میں نہ میوزک ہو نہ اس سے لہو ولعب مقصود ہو اور نہ اس میں ناجائز کلام واشعار گائے جائیں تو دنیا دار قسم کے لوگوں کو اس سے بھی روکنے کا حکم ہے۔ چنانچہ مجدد اسلام فرماتے ہیں۔

وہ گانا جس میں نہ مزامیر ہوں نہ گانے والے محل فتنہ، نہ لہو ولعب مقصود نہ کوئی ناجائز کلام بلکہ سادے عاشقانہ گیت، غزلیں، ذکر باغ و بہار وخط وخال ورخ وزلف وحسن وعشق وہجر ووصل ووفائے عشاق وجفائے

معشوق وغیرہا امور عشق وتغزل پر مشتمل سنے جائیں تو فساق وفجار واہل شہوات دنیہ کو اس سے بھی روکا جائے گا: وذلك من باب الاحتياط القاطع ونصح الناصح وسد الذرائع المخصوص به هذا الشرع البارع والدين الفارغ: یہ رکاوٹ یقینی احتیاط کے باب سے ہے اس میں خیر خواہ کی خیر خواہی اور ذرائع کی روک تھام موجود ہے جو اس یکتا وفائق شریعت اور خوبصورت دین سے مخصوص ہے (ایضا، ج۔ ۲۴، ص ۸۳)

حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

مسئلہ: ناچنا، تالی بجانا، ستار، ایک تارہ، دوتارہ، ہارمونیم، چنگ، طنبورہ بجانا، اسی طرح دوسرے قسم کے باجے سب ناجائز ہیں۔ مسئلہ: متصوفہ زمانہ کہ مزامیر کے ساتھ قوالی سنتے ہیں اور کبھی اوچھلتے کودتے اور ناچنے لگتے ہیں اس قسم کا گانا بجانا ناجائز ہے، ایسی محفل میں جانا اور وہاں بیٹھنا ناجائز ہے، مشائخ سے اس قسم کے گانے کا کوئی ثبوت نہیں۔ جو چیز مشائخ سے ثابت ہے وہ فقط یہ ہے کہ اگر کبھی کسی نے ان کے سامنے کوئی ایسا شعر پڑھ دیا جو ان کے حال وکیف کے موافق ہے تو ان پر کیفیت و رقت طاری ہوگئی اور بے خود ہو کر کھڑے ہو گئے اور اس حال وارفتگی میں ان سے حرکات غیر اختیاریہ صادر ہوئے، اس میں کوئی حرج نہیں۔ مشائخ وبزرگانِ دین کے احوال اور ان متصوفہ کے حال وقال میں زمین

آسمان کا فرق ہے، یہاں مزامیر کے ساتھ محفلیں منعقد کی جاتی ہیں، جن میں فساق وفجار کا اجتماع ہوتا ہے، نااہلوں کا مجمع ہوتا ہے، گانے والوں میں اکثر بے شرع ہوتے ہیں، تالیاں بجاتے اور مزامیر کے ساتھ گاتے ہیں اور خوب اچھلتے کودتے ناچتے تھرکتے ہیں اور اس کا نام حال رکھتے ہیں ان حرکات کو صوفیہ کرام کے احوال سے کیا نسبت یہاں سب چیزیں اختیاری ہیں وہاں بے اختیاری تھیں، (بہار شریعت۔۱۶)

گانے بجانے یا کسی بھی ناجائز کام کی منت ماننے کا حکم

گانے بجانے کے متعلق جب حکم شرع معلوم ہوا کہ اس کا سننا سنانا ہرگز حلال نہیں تو اب اس امر میں کوئی خفا نہ رہا کہ جو فعل شرعا ممنوع وناجائز ہے اس کی منت ماننی بھی درست نہیں۔اس کی قدرے وضاحت حسب ذیل ہے۔

منت کا مفہوم: مَنَّتْ جس کو عربی میں ,نذر، کہتے ہیں اس کا معنی ہے اپنے اوپر کسی غیر واجب چیز کو واجب کر لینا اور عرف میں ہدیہ وتحفہ کو بھی نذر کہتے ہیں لیکن اصطلاح شرع میں نذر نام ہے اللہ تعالیٰ کے لئے تعظیما کسی مباح فعل کرنے کو اپنے اوپر واجب کر لینا۔جیسا کہ حضرت میر جرجانی قدس سرہٗ لکھتے ہیں۔

:النذر :ایجاب عین الفعل المباح علیٰ نفسه تعظیما لله تعالیٰ: یعنی اللہ کے لئے تعظیما کسی مباح کام کو خود پر واجب کر لینے کا نام نذر ہے۔(معجم التعریفات۔ص ۲۰۲)

قرآن مجید میں نذر مباح کا جواز اور اس کے ایفا کا ذکر موجود ہے۔اللہ رب العزت کا ارشاد پاک ہے۔

وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ : اورتم جو خرچ کرو یا منت مانو اللہ کو اس کی خبر ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔(البقرہ۔۲۷۰)

منت قربت مقصودہ ہے جو اللہ کے علاوہ کسی کے واسطے جائز نہیں لہٰذا اگر کوئی شخص شرعی نذر مانے تو اس کا پورا کرنا واجب ہوگا ورنہ ترک واجب کی وجہ سے ناذر گنہگار ہوگا جبکہ ناذر و منذور سے متعلقہ تمام شرطیں پائی جائیں۔اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ : پھر اپنا میل کچیل اُتاریں اور اپنی منتیں پوری کریں اور اس آزاد گھر کا طواف کریں۔(الحج۔۲۹)

اور بہار شریعت میں ہے۔

,,شرعی منّت جس کے ماننے سے شرعاً اس کا پورا کرنا واجب ہوتا ہے، اس کے لیے مطلقاً چند شرطیں ہیں،،۔(بہار شریعت۔حصہ پنجم)

فعل گناہ کی نذر ماننا جائز نہیں

کچھ شرطوں کے ساتھ جائز کام کرنے کی نذر ماننا تو جائز ہے جیسا کہ بیان ہوا لیکن کسی کار ناجائز وفعل گناہ کی نذر ماننا ہرگز صحیح نہیں کیوں کہ جب نذر نام ہے تعظیم الٰہی

کے لئے غیر واجب فعل کو اپنے اوپر واجب کر لینا اور فعل گناہ کا ایجاب شرعاً ناممکن ہے کیونکہ اس سے تعظیم الٰہی کا تصور بھی محال ہے تو پھر اس کی منت کیسے درست ہو سکتی ہے؟ بلکہ عند الشرع ایسا شخص ظالم ہے جو فعل معصیت کی نذر مانے جیسا کہ تفسیر نسفی میں آیت مذکورہ میں وماللظٰلمین کے تحت ہے۔

:وماللظالمین:الذین یمنعون الصدقات اوینفقون اموالھم فی المعاصی اوینذرون فی المعاصی: یعنی ظالم سے مراد وہ لوگ ہیں جو صدقات سے روکتے ہیں، گناہوں میں مال خرچ کرتے ہیں اور گناہوں کی نذر مانتے ہیں۔ (تفسیر نسفی)

حدیث پاک میں بھی نذر معصیت پوری کرنے کی ممانعت آئی ہے جیسا کہ ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

: مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللَّهَ، فَلْيُطِعْهُ،وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَهُ، فَلَا. يَعْصِهِ: یعنی جس نے نذر مانی کہ وہ اللہ کی اطاعت کرے گا تو اسے چاہئے کہ وہ اللہ کی اطاعت کرے اور جس نے اللہ کی معصیت کی نذر مانی ہو تو وہ اللہ کی نافرمانی نہ کرے۔ (بخاری ج ۲، کتاب النذور)

مسلم شریف کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

:لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِي مَعْصِيَةٍ، وَلَا فِيمَا لَا يَمْلِكُ الْعَبْدُ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ

حُجْرٍ :لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ : یعنی نذر معصیت پوری نہیں کرنی ہے اور نہ وہ نذر پوری کرنی ہے جو بندے کی ملکیت میں نہ ہو اور امام ابن حجر کی روایت میں ہے کہ اللہ کی نافرمانی میں نذر ماننی جائز نہیں۔ (مسلم کتاب النذر)

نذر معصیت کے ناجائز و گناہ ہونے کی صراحت فرماتے ہوئے علامہ علاء الدین کاسانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

:ومنها ان یکونه قربة ، فلا یصح النذر بما لیس بقربة رأسا، کالنذر بالمعاصی بان یقول لله علیّ ان اشرب الخمر او اقتل فلانا او اضربه او اشتمه ونحو ذالك: اور منت کی صحت شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی قربت مقصود ہو لہٰذا ایسی چیز کی نذر ماننا صحیح نہیں جو سرے سے قربت ہی نہ بن سکے۔ جیسے گناہوں کی نذر ماننا مثلاً ناذر یہ کہے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کے لئے ضروری ہے کہ میں شراب پیوں یا فلاں کو قتل کروں یا اس کو ماروں یا اس کو گالی دوں وغیرہ۔ (بدائع الصنائع۔ ج ٦، ص ٣٣٥)

حضرت صدر الافاضل قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

,,نذر عرف میں ہدیہ اور پیش کش کو کہتے ہیں اور شرع میں نذر عبادت اور قربتِ مقصودہ ہے اسی لئے اگر کسی نے گناہ کرنے کی نذر کی تو وہ صحیح نہیں ہوئی نذر خاص اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتی ہے،،۔ (خزائن العرفان)

سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ سے تعزیہ پر منت ماننے کے بارے میں سوال ہوا تو

چونکہ مروجہ تعزیہ داری حرام ہے اس لئے آپ نے اس منت کے باطل و ناجائز ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا چنانچہ فتاویٰ رضویہ میں ہے۔

,,کہ زید نے تعزیہ پر جا کر یہ منت مانی کہ میں یہاں سے ایک خرما لئے جاتا ہوں درصورت کام پورا ہونے کے سال آئندہ میں نقرئی خرما تیار کرا کر چڑھاؤں گا،، تو آپ (اعلیٰ حضرت) نے جواب میں ارشاد فرمایا ,,یہ نذر محض باطل و ناجائز ہے،، (فتاویٰ رضویہ۔ ج ۲۴، ص ۵۰۱)

اسی طرح حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے غیر شرعی امور کی منت ماننے کے متعلق یوں صراحت فرمائی ہے۔

,,**مسئلہ**: علم اور تعزیہ بنانے اور پیک بننے اور محرم میں بچوں کو فقیر بنانے اور بدھی پہنانے اور مرثیہ کی مجلس کرنے اور تعزیوں پر نیاز دلوانے وغیرہ خرافات جو روافض اور تعزیہ دار لوگ کرتے ہیں ان کی منّت سخت جہالت ہے ایسی منّت ماننی نہ چاہیے اور مانی ہو تو پوری نہ کرے اور ان سب سے بدتر شیخ سدّو کا مرغا اور کڑاہی ہے۔

مسئلہ: بعض جاہل عورتیں لڑکوں کے کان ناک چھدوانے اور بچوں کی چوٹیا رکھنے کی منّت مانتی ہیں یا اور طرح طرح کی ایسی منّتیں مانتی ہیں جن کا جواز کسی طرح ثابت نہیں اولاً ایسی واہیات منتوں سے بچیں اور مانی ہو تو پوری نہ کریں اور شریعت کے معاملہ میں اپنے لغو

خیالات کو دخل نہ دیں نہ یہ کہ ہمارے بڑے بوڑھے یوہیں کرتے چلے آئے ہیں اور یہ کہ پوری نہ کرینگے تو بچہ مر جائیگا بچہ مرنے والا ہوگا تو یہ ناجائز منتیں بچا نہ لیں گی۔ منّت ماناکرو تو نیک کام نماز، روزہ، خیرات، دُرود شریف، کلمہ شریف، قرآن مجید پڑھنے، فقیروں کو کھانا دینے، کپڑا پہنانے وغیرہ کی منّت مانو اور اپنے یہاں کے کسی سنی عالم سے دریافت بھی کرلو کہ یہ منّت ٹھیک ہے یا نہیں، وہابی سے نہ پوچھنا کہ وہ گمراہ بے دین ہے وہ صحیح مسئلہ نہ بتائے گا بلکہ اینچ پیچ سے جائز امر کو ناجائز کہہ دیگا،، (بہار شریعت حصہ نہم)

جب تصریحات بالا سے یہ ثابت ہو گیا کہ ناجائز چیزوں کی منت ماننا جائز نہیں تو گانا بجانا جو کہ یقیناً منہیات شرعیہ میں سے بہت ہی زیادہ قبیح و مغضوب ہے اس کی منت ماننا بھی کسی طور پر حلال نہیں اور اگر اپنی جہالت کی وجہ سے کوئی شخص گانا گانے، یا سننے، اس کی محفل منعقد کرنے کی خواہ سوت پیر کے نام پر ہو یا کسی اور کے نام پر! غرض کہ کسی بھی ناجائز فعل کی منت مان لے تو لازم ہے کہ اس منت کو پوری نہ کرے بلکہ توبہ کرے اور قسم کا کفارہ ادا کردے۔

,,قسم کا کفارہ غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ان کو کپڑے پہنانا ہے یعنی یہ اختیار ہے کہ ان تین باتوں میں سے جو چاہے کرے،،۔ (بہار شریعت حصہ نہم) واللہ تعالیٰ اعلم

دوسرا باب

سوت (ستیہ) پیر کی اصلیت

گانے بجانے کی حرمت وشناعت پر جب شرع مطہرہ کا موقف معلوم ہو چکا تو اب سوال میں مذکور **سوت پیر** کی اصلیت اور حقائق بھی ملاحظہ فرمائیں جس کے نام پر گانا کرنے کی جاہل لوگ نذر مان لیتے ہیں اور منع کرنے پر برا مان جاتے ہیں! اور چونکہ سوت پیر کے حوالے سے ہمارے علاقہ کے مسلمانوں میں اب بھی بہت سے توہمات قائم ہیں لہذا اس کی تاریخی حیثیت واس کے نام پر ہونے والی ناجائز رسوم کی تھوڑی سی تفصیل ملاحظہ کریں تاکہ اس کی پوری حقیقت سامنے آجائے۔

عام طور پر لوگ اسے سوت پیر کہتے ہیں لیکن اصل لفظ **ستیہ پیر** ہے جس کا مطلب ہے سچا پیر۔ حالانکہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اسلام میں سچے پیروں کا ایک قابل احترام مقام ہے اور یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے عقائد واعمال اسلام کے مطابق اور پیری مریدی کے جملہ شرائط کے جامع ہوں۔ لیکن سوال میں جس سوت پیر کا ذکر کیا گیا ہے اس کی کوئی اصل دین اسلام میں نہیں ہے اور نہ اس کی کوئی دینی حیثیت ہے۔ قرین قیاس یہ ہے کہ دین وسنت سے بے پرواہ جاہل وتوہم پرست یا گروہ متصوفہ وزندیق قسم کے لوگوں نے سوت پیر جیسے خیالی پیروں اوران کے نام پر ناجائز رسموں کو اپنے شاطر وشیطانی دماغ سے گڑھ کر ضعیف الاعتقاد مسلمانوں کے ذریعے اسلامی

معاشرے میں داخل کر دیا ہے۔

اسی طرح یہ بات بھی صحیح ہے کہ اس کی جائے پیدائش غیر منقسم بنگال کا ہی کوئی علاقہ ہے یہی وجہ ہے کہ صوبہ بنگال سمیت ملک بنگلہ دیش وغیرہ مقامات میں اس کے تئیں عام لوگوں میں ایک جذباتی لگاؤ پایا جاتا ہے اور وہاں اس کے نام پر طرح طرح کے مراسم ومحافل آج بھی رائج ہیں۔ پھر بات صرف سوت پیر کی ایجاد واعتقاد تک محدود نہیں ہے بلکہ ان علاقوں میں اس طرح کے اور بھی بہت سے خیالی ولایعنی پیروں کے نام اور تھان بکثرت قائم ہیں جن میں سے کچھ کے نام اس طرح ہیں۔

,, گھوڑا پیر، ٹینا پیر، لنگٹا پیر، گاجی پیر، کاونری پیر، پانچ پیر، سونا پیر، جمعہ یا جومبا پیر، مانک پیر، مدن پیر، کھونچا پیر، ستیہ پیر وغیرہ وغیرہ،،

ان خیالی پیروں کے معتقدین

باشعور ودین دار مسلمان جو حقائق سے آگاہ ہیں ان واہیات پیروں سے ہمشہ دور رہے اور لوگوں کو ان سے دور رہنے کی تاکید کی۔ تاہم جہالت وزندیقیت زدہ لوگوں میں سوت پیر سمیت ان تمام خیالی پیروں کے چاہنے والوں کا ایک گروہ عموما بنگال کے ہر گوشے میں موجود رہا اور اب بھی ہے۔ اس ناپاک ومذموم گروہ میں دیہاتی ہندو، بعض ضعیف الاعتقاد مسلمان اور زیادہ تر عورتیں شامل ہیں جن کے خیال میں مذکورہ پیران مکذوب بہت ہی باکمال، صاحب تصرف اور ناقابل تسخیر غیر مرئی قوت کے حامل ہوتے ہیں۔ اسی طرح کچھ لوگ ان ملعون پیروں کی تاریخی حیثیت سے

ناواقف ہونے کی وجہ سے اس ظن میں مبتلاء ہوکر ان کے خلاف جانا پسند نہیں کرتے کہ ان پیروں کی حیثیت بھی شاید مسلمانوں کے بزرگوں جیسی ہی ہے۔ غرض کہ نادان لوگ ان کے متعلق طرح طرح کے توہمات وسفلی خیالات میں مبتلا ہوکر انھیں سچا سمجھ بیٹھے اور نیاز مند بن گئے۔ عالم یہ کہ ان میں سے کسی کے ساتھ اگر کوئی چھوٹا موٹا حادثہ بھی پیش آجائے تو وہ اسے ان ہی خیالی پیروں کی ناراضگی پر محمول کرکے ان کے نام کی منتیں مانگنے لگ جاتے ہیں اور بسا اوقات جب ان بدنصیبوں کو لگتا ہے کہ ہماری منتیں پوری ہوگئی ہیں تو پھر مذکورہ پیروں کے نام پر بنی ہوئی تھانوں میں جاکر حسب منت چڑھاوا چڑھاتے ہیں جس رسم میں مرغا، کبوتر، بطخ، بکرا وغیرہ ذبح کرکے اس کا خون وہاں گرانا شامل ہے اسی کے ساتھ کھیر، کیلا، دودھ، پھول وسندور وغیرہ پیش کرکے ہاتھ جوڑ کر یا اٹھا کر اپنا مدعا رکھتے ہیں۔

ان خیالی پیروں کے کچھ غالی معتقدین ایسے بھی ہوتے ہیں جو ان کے متعلق لوگوں میں اپنا بناوٹی یا شیطانی خواب بیان کرتے ہیں مثلاً کوئی کہتا پھرتا ہے کہ میں نے خواب میں فلاں پیر کی یہ یہ طاقت دیکھی ہے اور مجھے اس نے ایسا ایسا کرنے کا حکم دیا ہے، فلاں درخت کے نیچے فلاں پیر آتا جاتا ہے جس کی طاقت ایسی ایسی ہے یا فلاں ٹیلہ اس کے رہنے کی جگہ ہے وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح زندیقانہ خیالات کے حامل اوجھا مہات (بابا لوگ جو جادو ٹونا کے ذریعہ لوگوں کا علاج کرتے پھرتے ہیں) وہ بسا اوقات بیمار یا مصیبت کے شکار افراد کو چھٹکارے کے لئے کسی خیالی پیر کی تھان میں جاکر بلی

چڑھانے یا مجلس گانا کی منت مانگنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

معلومات واندازے کے مطابق ہمارے اطراف ومضافات میں زیادہ تر لوگ سوت پیر کے چاہنے والے ہوا کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ دیگر تمام خیالی پیروں کی بنسبت سوت پیر کا قصہ پرانے لوگوں سے آج بھی سننے کو مل جاتا ہے اور اس کے چھپے عقیدت مند بھی گاؤں بستیوں میں پائے جاتے ہیں۔ ہاں اس کے غالی عقیدت مندوں نے اس کے واسطے جن فرسودہ تصورات وغیر شرعی روایات کو رواج دیا تھا ان میں سوت پیر کا گانا سب سے زیادہ مقبول ومشہور تھا یہاں تک لوگ اپنی حاجت برآری کے لئے اس کے نام پر گانا بجانا کرنے کی منت مان لیا کرتے تھے چنانچہ ایک زمانے میں ,,**سوت پیر کا گانا**،، زبان زدعوام ہوا کرتا تھا اور نادان مسلمان سچے اولیاءاللہ کی طرح اسے بھی ذوی الاحترام خیال کرتے تھے۔

مسلمانوں میں یہ تصورات کیسے پھیلے؟

سوال یہ ہے کہ اس طرح کے فرضی پیروں کے اثرات وغیر شرعی تصورات آخر مسلمانوں میں کیسے پھیلے؟ جبکہ اسلام ہر غیر مستند چیز اور بدعیہ وشرکیہ رسوم سے سختی کے ساتھ روکتا ہے۔ تو اندازہ یہ ہے کہ ابتداً جب یہاں اسلام پھیلا تو باضابطہ ان نومسلموں کی دینی تعلیم واصلاح کی طرف توجہ نہ دی جاسکی ہوگی اس لئے سابقہ کلچر کا اثر ان میں موجود رہا جس کا سائڈ افیکٹ ایک جداگانہ شکل میں سامنے آیا۔ یا اہل ہنود کے ساتھ معاشی، رہائشی وسماجی اختلاط کے نتیجے میں کچھ چالاک قسم کے ہندو یا زندیق

ذہنیت کے لوگوں کے توسط سے یہ واہیات پیر و باطل تصورات مسلم معاشرے کی طرف متعدی ہوئے جس کے شکار دین سے دور رہنے والے مسلمان بآسانی ہو گئے اور چونکہ اسم پیر کے ساتھ انھیں موسوم کیا گیا تھا اس لئے عام مسلمان بآسانی دھوکہ کھا گئے۔

اسی طرح جھاڑ پھونک و جادو ٹونا کرنے والے اوجھا مہات (بابا) لوگوں نے شیطانی تلبیسات کی زد میں آ کر یہ ڈرامے رچائے اور شیطانی امداد و اعانت حاصل کرنے کے لئے وہ سب کچھ کیا جو شیاطین ملاعنہ نے چاہا پھر اپنی جہالت و لاعلمی کی وجہ سے عام مسلمان ان کو درست سمجھ کر گلے لگا بیٹھے۔ یا پھر یہ شریر جنات اور خبیث روحوں کے نام ہیں جن کو خوش کرنے کے لئے مشرکوں نے قسم قسم کی رسمیں ایجاد کر رکھی ہیں اور کچھ نادان مسلمان جو ان پلیدوں کی صحبت سے پرہیز نہیں کرتے تھے لفظ پیر سے فریب کھا کر ان کے جھانسے میں آ گئے اور یہ خرافات اپنے دین میں لے آئے۔ یا پھر ملحد و زندیق فکر کے حامل افراد نے ان بدروحوں کے بارے میں جھوٹے خواب اور قصے کہانیاں سنا کر عام لوگوں کو گمراہ کیا اور اولیاء اللہ کی طرح ان خبیث طاقتوں کو بھی پیر صاحب کا نام دے کر دین کا بزرگ بتایا جس بنا پر اسلامی تعلیمات سے بے گانہ وضعیف الایمان لوگ پیران برحق کے ساتھ ساتھ ان پیران شیاطین کے بھی معتقد بن گئے۔

یا پھر یہ معاملہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے بعض علاقوں میں شیخ سدو کے متعلق باطل اوہام

وخیالات پائے جاتے ہیں کہ لوگ اس کو بڑا بزرگ اور صاحب کمال ہستی مان کر اس کے لئے مرغ یا بکرا ذبح کر کے نیاز دلاتے ہیں، بسا اوقات اس کے لئے نذر مان کر شیرینی پیش کر کے فاتحہ دلاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ممکن ہے یہاں جس طرح لفظ ,شیخ، سے عام لوگ یہ سمجھ بیٹھے ہوں کہ یہ مسلمانوں کا ہی کوئی بزرگ ہے اسی طرح وہاں لفظ ,پیر، سے بھی عام مسلمانوں کو یہی مغالطہ ہوا ہوگا! کیوں کہ شیخ اور پیر ہمارے یہاں دونوں اصطلاح مسلمانوں میں ہی مروج ہیں اور بزرگان دین کے اسمائے مبارکہ کے ساتھ لفظ شیخ ولفظ پیر مستعمل ہے۔ یقینا لفظ شیخ سے بعض لوگوں کو دھوکہ ہوا ہوگا اور سدو نام کے ساتھ لفظ شیخ کو دیکھ کر انھیں لگا کہ یہ کسی دینی بزرگ کا نام ہوگا حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ شیخ سدو نہ تو کسی با کمال ہستی کا نام ہے اور نہ اس کا اسلامی بزرگ ہونا معلوم ہے بلکہ وہ ایک خبیث روح کا نام ہے۔ جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ شیخ سدو کے متعلق فرماتے ہیں۔

,,شیخ سدو کوئی بزرگ نہیں بلکہ ایک خبیث روح ہے،،(فتاویٰ رضویہ ۔ج ۲۰،ص ۲۶۵)

اور ایسی چیزوں سے عقیدت رکھنا ہی اسلام میں جائز نہیں جن کا اسلام معلوم ہو نہ کوئی شرعی عزت ہو جیسا کہ امام آگے فرماتے ہیں۔

,,ایسی ارواح کی تکریم سے ممانعت کرے جن کا اسلام تک معلوم نہیں، بلکہ بعض علماء نے انھیں ارواح خبیثہ لکھا،،(ایضا۔ج ۲۰،ص ۲۶۶)

بہر حال اسی طرح کی کوئی نہ کوئی وجہ ہوگی جس سے عام مسلمانوں میں سوت پیر و دیگر خیالی پیروں کی عقیدت پیدا ہوئی اور معاشرے میں ان کے تئیں ایک خاص طرح کا نیک رجحان بن گیا۔لیکن اس بات میں ہرگز کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ سوت پیر سمیت اس طرز کے جتنے بھی پیروں کے نام ونشان پائے جاتے ہیں سب کے سب خیالی وتصوراتی ہیں جن کی نہ کوئی حتمی پوزیشن معلوم کہ وہ انسان تھے یا جنات، نہ ان کا مسلمان ہونا معلوم اور نہ اسلامی روایات سے ان کا کوئی ناطہ ورشتہ ثابت۔لہٰذا ان کی عقیدت واحترام کا مذہب اسلام میں مطلقا کوئی جواز نہیں ہے اور اگر وہ خیالی وفرضی نہ ہوں تو زیادہ سے زیادہ ان کی حیثیت شیخ سدو جیسی کسی خبیث روح یا شیاطین جنات جیسی ہی ہے جن کی توہین وتذلیل شرعا واجب ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہاں ایک بات اور عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمارے یہاں اولیاء اللہ کے لئے جو عرفی نذر ونیاز کا طریقہ پایا جاتا ہے جیسے فاتحہ خوانی،عرس ومزارات میں حاضری، چادر پوشی وچراغاں وغیرہ تو بہت ممکن ہے کہ ان مباحات کو نفس پرست جاہل صوفیوں وڈفالی مجاوروں نے ان فرضی وخیالی پیروں سے جوڑ کر عوام میں پھیلا دیا ہو جس کے باعث ان وہمی وبناوٹی پیروں کے حوالے سے عام مسلمانوں میں نذر ونیاز کا رجحان جنم لیا جو آگے چل کر ضلالت وفساد کا گڈھا ثابت ہوا۔

بہر حال ایسے ہی اسباب وامکانات کا ذکر **ڈاکٹر محمد انعام الحق** سابق پروفیسر کلکتہ یونیورسیٹی نے بھی کیا ہے جو ان کی بنگلہ زبان میں لکھی ہوئی کتاب ,, **بنگے صوفی**

پربھاو،، (یعنی بنگال پر صوفی اثرات) میں موجود ہے۔اس کتاب کے اندر ڈاکٹر موصوف نے ان خیالی پیروں کے حقائق وتاریخ پر اچھا خاصا تبصرہ کیا ہے جو معقول ولائق اعتماد بھی ہے۔ہم بطور وضاحت اس سے کچھ اقتباسات کا مفہوم اپنے الفاظ میں نقل کرتے ہیں جس سے حقیقت حال اچھی طرح روشن ہو جائے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ چنانچہ غیر شرعی وفرضی تصورات بنگال کے مسلمانوں میں پیروں سے عقیدت کے نام پر کیسے داخل ہوئے اس پر بحث کرتے ہوئے ڈاکٹر موصوف ایک جگہ لکھتے ہیں۔

،، بنگال جب مسلمانوں کے ہاتھوں سے فتح ہوا تو پیر مریدی کا کلچر بھی ان کے ساتھ یہاں داخل ہوا اور صوفیائے کرام کی تبلیغ وکوششوں سے جب یہاں کے بودھ مذہب کے ماننے والے جوق در جوق اسلام قبول کرنے لگے تو بعض ترک حکمرانوں نے پیری مریدی کے ذریعے ان نومسلموں کی دلی ہمدردی حاصل کرنے کی کوشش کی اور چونکہ بودھ مذہب میں اس سے ملتا جلتا تصور پایا جاتا ہے اس لئے ان میں پیر پرستانہ جذبہ بآسانی پھیل گیا چنانچہ بنگال میں پیر پرستی کا رواج آج بھی قائم ہے۔ یہاں یہ بتانا بھی مناسب رہے گا کہ اہل ہنود میں گرو واد (استاد پرستی) کا تصور قدیم زمانہ سے ہی بہت زیادہ اثر انداز رہا ہے اس لئے ان (نومسلموں) میں پیر پرستی اسی گرواد کی شکل میں ابھر کر سامنے آئی،(مفہوم اقتباس صفحہ۔ ۱۵۰)

آگے لکھتے ہیں۔

,,بنگلہ دیش کے مسلمانوں میں جہاں آج بھی پیر پرستی یا پیروں کے متعلق بعض (غیر معتدل) رسوم بجالانے کا رواج ہے یہ ان کی اسی ذہنیت کی پیداوار کا نتیجہ ہے (جو ابتداًاسلام قبول کرنے والوں میں تھی) بلکہ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ بنگالی مسلمان جو آج بھی پیر پرستی کے سمندر میں غوطے کھا رہے ہیں اور ان کے معاشرے پر اس کلچر کا بہت زیادہ اثر ہے تو اس کے پیچھے بھی ان کی وہی ذہنیت کارفرما ہے اور اس معاملے میں تعلیم یافتہ و غیر تعلیم یافتہ سب مشترک ہیں،،۔(ایضا)

اس کے آگے ڈاکٹر صاحب مزید لکھتے ہیں۔

,,پیروں کے تعلق سے بعض مفروضہ خیالات و اعتقادات ان عام مسلمانوں میں پیدا ہو گئے تھے جو اسلام کی صحیح تعلیمات سے نا آشنا تھے پھر خود کو صوفی کہلانے والے بعض جہلا نے ان کو تقویت پہنچائی اور ان کے نام پر بعض رسوم بھی ایجاد کر لئے یہاں تک کہ مسلمانوں میں خیالی پیروں کا ایک جتھا وجود میں آ گیا۔ ہاں اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ کہیں کہیں گاؤں و دیہات میں اہل ہنود کے یہاں کچھ دیوی یا دیوتا پوجے جاتے ہوں گے اور سماجی اختلاط کی وجہ سے ضعیف الاعتقاد و نادان قسم کے مسلمان ان سے متاثر ہو کر کسی پیر کے نام سے انھیں اپنا لئے ہوں گے۔(ایضا۔ص ۱۵۳)

تبصرۂ حنفی

ڈاکٹر انعام الحق صاحب نے اپنے الفاظ سے سرزمین بنگال میں غیر معتدل وخیالی پیرانہ کلچر کے فروغ واشاعت کے بہت سے اسباب بیان کئے ہیں۔طوالت سے بچتے ہوئے ہم نے ان میں سے بس دو ایک اہم سبب کے ذکر پر اکتفا کیا ہے۔لیکن یہاں یہ بتائے بغیر نہ رہ سکیں گے کہ موصوف کا رجحان کلام سے یہ ظاہر کر رہا ہے کہ مسلمانوں میں ان فرضی وخیالی تصورات ورسومات درآنے کے ذمہ دار بالعموم صوفیاء بھی ہیں،جبکہ یہ بات کلیۃ صحیح نہیں کیونکہ سچے صوفیوں نے سماج سے اس طرح کے باطل تصورات ونظریات کو دور کرنے میں سخت جدوجہد کی اور پیغام توحید کو ہر جگہ عام کیا بلکہ اور خطوں کی طرح بنگال میں بھی صحیح العقیدہ مسلمانوں کا وجود انھیں سچے صوفیوں کا مرہون منت ہے۔

لہٰذا اگر وہ اس کا الزام ان سچے صوفیائے کرام پر ڈالتے ہیں تو یہ کسی بھی اعتبار سے صحیح ولائق اعتماد نہیں۔ہاں ڈاکٹر موصوف کی مراد اگر جاہل متصوفہ وزندیقیت کے شکار لوگ ہیں تو مجھے ان سے اتفاق کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ جاہل گروہ متصوفہ سے ایسی ہی بدعات وخرافات کی اشاعت متوقع ہے بلکہ امر واقعی یہی ہے کہ اس فرسودہ نظام کو عمومیت جاہل صوفیوں سے ہی حاصل ہوئی تھی۔اور چونکہ پیر کی اصطلاح خاص مسلمانوں میں پائی جاتی ہے شاید اس لئے بھی سیدھے سادے لوگ ان کے فریب کا شکار ہوتے چلے گئے۔

یہ امر بھی قابل غور ہے کہ بنگال میں ہزار ہا اولیاء کرام وصوفیاء عظام کے مزارات ودرگاہیں آباد ہیں جہاں عقیدت مندان اولیاء بصد ادب وشوق حاضری دیتے ہیں اور نذر ونیاز پیش کرتے ہیں لیکن ان کی طرف منسوب کوئی غیر شرعی فعل یا روایت ان علاقوں میں کہیں بھی مروج نہیں اور نہ ڈاکٹر موصوف ان بزرگان دین کے حوالے سے کسی رسم مردود کا جاری ہونا بیان کرتے ہیں۔ یوں ہی حضرت بڑے پیر سرکار سیدنا غوث اعظم جیلانی وخواجہ ہند سرکار سیدنا غریب نواز چشتی نوراللہ مرقدہما کے نام سے بھی لوگ گیارہویں وچھٹی شریف کی مجالس ومحافل قائم کرتے ہیں ان کی نسبت بھی ڈاکٹر صاحب کا کوئی غلط تبصرہ نظر سے نہیں گزرا۔ لہٰذا مذکورہ غیر متحقق وغیر مستند پیروں اور ان کے حوالے سے جاری رسموں کے پھیلانے کا ذمہ داران کے نزدیک بھی وہی زندیق خیالات کے لوگ ہیں جو خود کو صوفی بنا کر پیش کرتے ہیں اور اپنے نام کے ساتھ چشتی، صابری، وارثی، نظامی، وغیرہ نسبت کا لاحقہ استعمال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے بددینوں سے مسلمانوں کو بچائے۔

اس تبصرہ کے بعد اب یہاں سے سوت پیر کے مراسم حوالے سے ڈاکٹر موصوف کی تحریر کا خلاصہ پیش کرتا ہوں تاکہ سوت پیر کی اصلیت اور اس کی تاریخی حیثیت کیا ہے مزید اچھی طرح واضح ہوجائے چنانچہ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں۔

سوت پیر کی تھانیں اور رسمیں

ایک وقت تھا جب بنگال کے سبھی ہندو و مسلمان مشترکہ طور ستیہ پیر کے نام سے ایک فرضی تصور گڑھ لئے جس کو بعد میں ہندو و مسلم شعراء نے اپنی نظموں کے ذریعہ بہت ہی باکمال اور عظیم الشان بنا کر پیش کیا جس کی وجہ سے ستیہ پیر ایک مستقل وجود سمجھا جانے لگا چنانچہ بنگلہ دیش میں اس کے تئیں جذبات وعقیدت ابھی تک لوگوں میں باقی ہیں۔ بلکہ دیناجپور، رنگ پور، مالدہ، مدنا پور، بردوان، ہاوڑہ، ۲۴ پرگنہ وغیرہ اضلاع میں اب بھی کہیں کہیں عام لوگ پرنیما (چاند کی چودہویں رات) کی شام کو ستیہ پیر کی تھان اور گانے کی مجلس پوری عقیدت سے سجاتے ہیں اور اس میں شیرینی پیش کرتے ہیں۔

اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ سوا کیلو چاول یا میدہ، اسی وزن میں شکر یا گُڑ، دودھ، کیلا، ناریل، پان، سپاری وغیرہ ملا کر ستیہ پیر کی شیرینی تیار کر کے اس پر ستیہ پیر کا منتر پڑھ کر لوگوں میں تقسیم کر دیتے ہیں، یہی نہیں بلکہ لکڑی کا ایک چھوٹا سا چکور تخت بنا کر زمین پر رکھا جاتا ہے (منڈپ بنایا جاتا ہے) جس پر ستیہ پیر کی شیرینی پورے اہتمام سے رکھی جاتی ہے پھر اس تخت کے چاروں کونے میں چار کھمبے گاڑ کر ستیہ پیر کی آسن تیار کی جاتی ہے چنانچہ اس کے بیچ میں تخت پر جو کچھ رکھی ہوتی ہے اس کو ستیہ پیر کا مقام اور

چاروں کونے کو تیر کہا جاتا ہے، آسن کے چاروں اطراف پھولوں کی ہار وغیرہ سے سجاوٹ کی جاتی ہے پھر اس کی پوجا کی جاتی ہے۔

یہ پوری کیفیت بیان کرنے کے بعد ڈاکٹر صاحب آگے رقمطراز ہیں۔

,,اس طرح اب بھی بنگال میں ستیہ پیر کی پوجا ہو رہی ہے اور اگر آپ بغور ملاحظہ کریں تو مسلمانوں کے ستیہ پیر اور ہندؤوں کے ستیہ نرائن میں کوئی فرق نہیں ہے مگر ستم یہ ہے کہ راج شاہی بنگلہ دیش میں ستیہ پیر کا خیالی مزار تک بنا دیا گیا ہے اور اس کے نام سے جائداد بھی وقف کی گئی ہے،،۔

(بنگے صوفی پر و بھاؤ بنگلہ۔ص ۱۵۵، سے مفہوم)

ڈاکٹر موصوف کے اس بیان سے سوت پیر کی بنیاد و اصلیت اور اس کے نام سے جاری طرح طرح کی غیر شرعی رسوم کی تاریخ وحقیقت کا پتہ بآسانی چل جاتا ہے۔ہاں زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کے نام پر محفل گانا کے واضعین وشائقین نے مزید کیا کیا گل کھلائے اس کی تفصیل مزید گھنونی اور ڈراونی ہے۔چونکہ ۳۰/ ۳۵/سال قبل تک علاقہ میں سوت پیر کے گانے کی چلن تھی لہٰذا اس سلسلے میں ہم نے واقعہ دیدہ عمر رسیدہ لوگوں سے ایک معلومات جمع کی ہے جس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

سوت پیر کے گانے کا رواج قدیم بنگال کے عام مسلمانوں میں جاری تھا۔وہ اس طرح کے گانوں کی محفل سے اس لئے پرہیز نہیں کرتے تھے کیوں کہ ان کی شکلیں موجودہ دور کی عام قوالیوں جیسی ہی ہوتی تھیں مثلا

گانے والے اسلامی لباس میں ملبوس ہوتے تھے، محفل کی شروعات میں بنگلہ زبان میں حمد ونعت کے اشعار ڈھول، طبلہ، بانسری، مزامیر وساز کے ساتھ پڑھے جاتے تھے، پھر انبیاء کرام جیسے حضرت آدم، حضرت ابراہیم، حضرت نوح، حضرت موسیٰ، حضرت سلیمان، حضرت عیسیٰ اور حضور سرور عالم علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سیرت پاک سے منسوب واقعات، (**غیر مستند ورطب ویابس سے مملو یا خود ساختہ حکایات**) کے ساتھ ساتھ بعض صحابہ کرام، خلفائے راشدین بالخصوص حضرت مولا علی، حضرت سیدہ فاطمہ زہرہ، حضرات حسنین کریمین حضرت امیر حمزہ وحضرت عمر وسمیت بہت سے دیگر اولیاء اللہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے واقعات وکرامات، اسی طرح جنگ صفین وشہدائے کربلا کے حالات کو بنگلہ میں نظم کر کے نہایت سریلی آواز میں اجتماعی طور پر گائے جاتے تھے۔ ایک شخص ان اشعار کی ایک ایک کر کے تشریح کرتا اور گانے والے عملاً کردار ادا کر کے لوگوں کو دیکھاتے اور سناتے تھے۔

گانے والوں میں کچھ بڈھے قسم کے لوگ ایسے بھی ہوتے جو شریعت، طریقت اور حقیقت معرفت کی باتیں جاننے کا دعویٰ کرتے تھے (جو در اصل جاہل وشیطان کا مسخرہ ہوتے تھے) وہ جنت، دوزخ وغیرہ کی باتیں سناتے تھے، وہ کہتے تھے کہ اللہ ومحمد ایک ہی فرد ہے، ہندو مسلم سب برابر

ہے، جو مسجد میں ہے وہی مندر میں ہے، قرآن، گیتا، بائبل بھی ایک جیسی کتاب ہے، دنیا ختم ہونے کے بعد پھر دوبارہ بنے گی وغیرہ وغیرہ۔ ہزارہا قسم کی زندیقیت والی باتیں لچھے دار انداز میں بیان کر کے یہ تاثر دیتے تھے کہ یہی باتیں حقیقت و معرفت کی ہیں جن کو ملا مولوی نہیں صرف صوفی سمجھ سکتا ہے۔

وقفے وقفے میں تمام گویّے مل کر ساز و میوزک کے ساتھ رقص کرتے ہوئے کسی نظم کے اشعار پڑھتے پھر ان میں سے معرفت کا کوئی مدعی ان اشعار کی شرح کر کے لوگوں کو کچھ اس انداز سے سناتا کہ سب مسحور ہو جاتے اور واہ واہ و سبحان اللہ کہتے، مجلس رات بھر چلتی اور لوگ بہت انہماک سے سنتے پھر اختتام مجلس میں سامنے شیرینی، کیلا، دودھ وغیر رکھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا بھی کرتے۔ مجلس گانا کے بیچ میں جہاں سوت پیر کا منڈپ بنایا جاتا لوگ اسے بڑا محترم سمجھتے اور بعد میں اس جگہ کو متبرک خیال کر کے اس کے استعمال سے احتراز کرتے۔

چونکہ یہ جھوٹے قصہ گو لوگ نہایت ہی مہارت اور سحر بیانی کے ساتھ حاضرین کو نظم و نثر سناتے اور اپنے گڑھے ہوئے قصے و کہانیوں کو اسلامی شخصیات کی طرف منسوب کر کے سنانے کا کمال ہنر رکھتے تھے اس لئے عام لوگوں کو گمان ہوتا تھا کہ یہ بھی ثواب کا ہی ایک کام ہے حالانکہ اس میں صدہا کفر و زندیقیت والی باتیں ہوتی تھیں۔

اس ملعون مجلس کا سب سے شنیع وخبیث پہلو یہ ہوتا تھا کہ جب کوئی واقعہ بیان کیا جاتا تو گانے والے عملاً اس کردار کو ادا کر کے دیکھاتے تھے حتیٰ کہ بسا اوقات ان میں سے کوئی نبی بنتا، کوئی جبرئیل، کوئی صدیق اکبر، کوئی فاروق اعظم، کوئی عثمان غنی کوئی، علی مرتضیٰ، کوئی امیر معاویہ، کوئی فاطمہ زہرہ، کوئی، امام حسن، کوئی امام حسین، کوئی قاسم، کوئی سکینہ، کوئی یزید وغیرہ۔ اوران کردار کو دیکھانے کے لئے کئی کئی دن تک گانے کی یہ مجلسیں قائم رہتیں جن میں کسی دن جنگ بدر کی، کسی دن جنگ صفین تو کسی دن جنگ کربلا کی عکاسی کی جاتی۔ العیاذ باللہ العظیم۔

بعض علاقوں میں یہ مجلسیں ہفتوں جاری رہتیں اوران میں مختلف مقامات سے حصہ لینے کے لئے گویّوں کی ٹیمیں آتی تھیں جن میں ہندو ومسلمان میں کوئی امتیاز نہیں ہوتا تھا بلکہ ان گانے والوں اور سننے والوں میں عموماً سبھی دھرم کے لوگ آتے (جن میں مردوعورتیں سب شامل ہوتیں) گانے والے سوت پیر کے کمالات بیان کرنے کے ساتھ ساتھ یہی تاثر دینے کی کوشش کرتے کہ تمام مذاہب حق ہیں ان میں کوئی بھید بھاؤ نہیں ہے۔ سوت پیر سب کی دستگیری اور سب کا اُپکار کرتا ہے لہٰذا اس کو ماننا چاہئے۔ وہ بیٹا دیتا ہے، اس کو خوش کرنے سے مال ودولت ملتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ مجلس میں ہندو مسلم اختلاط کے باعث اس میں جہاں انبیاء واولیاء سے منسوب واقعات وحکایات لوگوں کو سنائے جاتے تھے

وہیں ہندو دیوی دیوتاؤں مثلا رام، لچھمن، کشن کنہیا، پاروتی، رمائن، مہا بھارت وغیرہ سے متعلق جھوٹے کمالات و واقعات بھی خوب چٹخارے لے لے کر باضابطہ کردار ادا کر کے بیان کئے جاتے تھے۔

اور جو لوگ سوت پیر کے لئے گانے کی مجلس کی منتیں مانتے وہی لوگ اس کا پورا خرچ بھی اٹھاتے بلکہ اس منت کو پوری کرنا اتنا ضروری سمجھتے تھے کہ بسا اوقات اپنے مویشی و زمین تک بیچ ڈالتے اور اس سے بھی ممکن نہ ہوتا تو بھیک مانگ کر اس کا اہتمام کرتے۔ نیز مجلس گانا سجانے والا نا ذرا اپنے گمان میں خود کو بڑا نیک کار سمجھتا اور ان دنوں میں وہ ٹوپی پہننا بھی ضروری سمجھتا اور جب مجلس شروع ہوتی تو اس کو بیچ میں باحترام بٹھایا جاتا تا کہ لوگ اس کی تعریف کریں۔

غرض کہ جاہل و خدا ناترسوں اور زندیقانہ خیالات کے ماروں نے دین کے طریقے سے ہٹ کر اپنی خواہشات اور شیطانی تلبیسات کو یکجا کر کے ایسے ایسے رسوم بے حیا و افعال شنیعہ کو سوت پیر یا کسی اور شکل سے مسلم معاشرے میں جاری کر چکے تھے کہ نام تو مسلمان کا مگر کام شیطان کا ہوتا، چنانچہ ایسے باطل اوہام و خیالات کی زد میں آ کر بہت سے نادان مسلمان گناہ و ضلالت بلکہ کفر و زندیقیت کے گڈھے میں گرتے چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ ان ملعونوں کی شرارت کا شکار ہو کر کتنے لوگ گمراہ و بددین ہو کر اس دنیا سے گئے اور لعنت و عذاب میں گرفتار ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان

ظالموں کو وہ سب کچھ دے جس کے وہ مستحق ہیں۔

آج ہمارے علاقے (ضلع اتر دیناجپور کا شمالی اور ضلع دارجلنگ کا جنوبی حصہ) میں گرچہ سوت پیر کا گانا اور نذر و نیاز کی رسم مسلمانوں میں نہیں دیکھی جاتی ہے تاہم کچھ قدامت پرست لوگوں میں اس کا تصور موجود ہے اور بہت ممکن ہے کہ اگر علماء وائمہ اس کے خلاف سخت نہ رہیں تو یہ چیزیں پھر پلٹ آئیں۔

یہاں اس ضمن میں یہ بات بھی عرض کر دوں کہ ابھی گزشتہ دنوں رام گنج کے جنوب میں واقع بھدرہ کالی علاقہ (اتر دیناجپور بنگال) میں دینی خدمات انجام دینے والے بزرگ عالم دین **حضرت مولانا روشن علی رضوی صاحب قبلہ** سے اس تعلق سے گفتگو چل نکلی تو انھوں نے بتایا کہ ہم نے بہت دن پہلے ایک ایسے آدمی سے سوت پیر کے بارے میں پوچھا تھا جو اس کا بڑا معتقد تھا کہ بتایئے! سوت پیر کون ہے؟ کہاں سے آیا ہے اور کہاں رہتا ہے؟ تو اس پر اس نے آسمان کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ وہ عرش پر رہتا ہے اور جب اس کے نام پر گانا گایا جاتا ہے تو آ کر شریک ہوتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ اس طرح کی اور بھی کفریہ وزندیقانہ باتیں اس نے کہیں، معاذ اللہ رب العالمین۔

قابل تاسف امر یہ ہے کہ اس دور میں جبکہ ہر جگہ علماء و مصلحین کی کثرت ہے۔ یہ بات سنی گئی ہے کہ ملک بنگلہ دیش اور بنگال کے بعض اضلاع یعنی ہم سے جنوب میں مالدہ، ہاوڑہ بردوان دکھن دیناجپور اور شمال میں جلپائی گوڑی، کوچ بہار وغیرہ کے دیہاتی علاقوں میں سوت پیر کے گانے کی چلن اور اس قسم کے دیگر پیروں کی نذر و نیاز

کی روایت اب بھی عام ہے۔ گو کہ ان ملعون مراسم کی پرانی اور اصل ہیئت اب باقی نہ رہی ہو مگر طرز و انداز اور مادہ و مواد اب بھی وہی ہے۔

سطور بالا میں سوت پیر کی حقیقت اور اس کی رسم و نحوست پر جو کچھ ہم نے عرض کیا اس کا جائزہ لینے کے بعد کوئی بھی مسلمان اس خبیث پیر کو اچھی طرح جان سکتا ہے اور یہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ ایسے بیجا پیروں و رسموں کا اسلام سے مطلقا کوئی تعلق نہیں ہو سکتا کیوں کہ خبائث کو طیبات سے کوئی علاقہ نہیں۔ اس سلسلے میں آگے چل کر ہم شرعی حوالے پیش کریں گے یہاں اس جنس خبیث کے کچھ اور تفصیل ملاحظہ کریں۔

کچھ اور خیالی پیروں کے حقائق

ازیں قبل سوت پیر کی مختصر سرگذشت پڑھنے کے بعد اب لگے ہاتھوں اس قبیل کے چند اور خبیث پیروں کے احوالِ ایجاد و رسوم بھی سنتے چلئے جن کے اعتقاد میں بعض مقامات کے نادان اور دین بیزار مسلمان گرفتار ہیں۔ ڈاکٹر انعام الحق صاحب نے اپنی کتاب میں ان خیالی پیروں پر بھی خاطر خواہ معلومات فراہم کی ہے جن کا خلاصہ حسب ترتیب کتاب کچھ اس طرح ہے۔

,,گھوڑا پیر،،: بانکوڑا ضلع کے سوناتولہ ریلوے اسٹیشن کے پاس گھوڑا پیر کا میلہ لگتا ہے جس میں مٹی کے گھوڑے بیچے جاتے ہیں۔ چانچہ مالدہ، بردوان، ہوڑا، مدنا پور، ۲۴ پرگنہ اضلاع میں جگہ جگہ راستوں کے کنارے قدرے اونچے ٹیلہ نما مقامات پر بڑے اہتمام کے ساتھ مٹی

کے بنے گھوڑے رکھے ہوئے دیکھے جا سکتے ہیں۔ بدقسمتی سے مشرکانہ تہذیب کی شکار بعض مسلم عورتیں اس کے تعلق سے یہ اعتقاد رکھتی ہیں کہ گھوڑا پیر کو خوش کرنے کے لئے اگر اس کے نام پر مٹی کا گھوڑا نصب کیا جائے تو اس کے صدقے میں بیمار اولاد صحت یاب ہو جاتی ہے۔

,,پیر ماچنڈالی یا چنڈالی،،: پیر ماچنگالی سیف، ضلع ۲۴ پرگنہ میں گنگا ندی کے کنارے اس پیر کے نام سے فرضی قبر بنی ہوئی ہے لوگ اسے ناؤ کا (کشتی) پیر بھی کہتے ہیں۔ مقامی مچھیرے وملاح اس کے بہت ہی عقیدت مند ہوتے ہیں ان کا اعتقاد ہے کہ اگر دریا میں کہیں کشتی ڈوبنے لگے یا مچھیرے وملاح کسی مصیبت میں پھنس جائے تو یہی پیران کی مدد کرتا ہے۔

,,لنگٹا پیر،،: لنگٹا پیر یا پیر شاہ کلاں۔ بانکوڑا ضلع کے سونامکھی علاقہ میں جگہ جگہ اس کی قبر بنی ہوئی ہے۔ ہندو مسلمان سبھی لوگ اس کو عقیدت واحترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اس کے ماننے والوں کا اعتقاد ہے کہ اس پیر کے نام سے ہر طرح کی بیماری، مصائب ومشکلات دور ہوتی ہیں۔

,,ٹکینا پیر،،: اتر مغربی بنگال میں اس پیر کا تصور پایا جاتا ہے اور وہاں کہیں کہیں اس پیر کی قبر اور کہیں اس کی تھان بنی ہوئی ہوتی ہے جس کے بغل میں کوئی درخت ضرور ہوتا ہے۔ لوگ اس کی ٹہنیوں میں پرانا کپڑا یا دھاگہ اپنی منت مان کر لٹکا دیتے ہیں اور اچھی طرح اس کا خیال رکھتے

ہیں پھر جب ان کی منت پوری ہو جاتی ہے تو وہ کپڑا یا دھاگہ کھول دیتے ہیں اور نیاز پیش کرتے ہیں۔

,,سونا گاجی پیر،،: عام طور پر اسے غنی کا پیر، یا پیر سود، بھی کہا جاتا ہے اس کے اثرات بنگال و بنگلہ دیش میں بہت پائے جاتے ہیں اور لوگ اس کے نام سے نذر و نیاز و (ہندولوگ) پوجا کرتے ہیں۔کلکتہ کے سونا گاچھی علاقے میں اس کی قبر متعین ہے جہاں ہندو مسلم سمیت تمام مذاہب کے لوگ عقیدت کے ساتھ حاضری دیتے ہیں۔

,,جمعہ یا جومبا پیر،،: بڑا بازار کلکتہ میں اس پیر کی قبر بنائی گئی ہے۔اس کو ہندوؤں کی لکشمی دیوی کا خاص پیر مانا جاتا ہے۔تجارت و کاروبار میں برکت کے لئے لوگ اس کو مانتے ہیں خاص طور پر کلکتہ کے ماڑواڑی لوگ اس کے زیادہ معتقد ہیں۔

,,مانک پیر،،: بنگلہ دیش میں غیر مستند و غیر اصل پیروں میں سے مانک پیر کو بہت اہمیت حاصل ہے یہاں تک اس پیر کو بنیاد بنا کر گانے بجانے کی چلن بھی بہت عام ہے۔رنگ پور، دیناجپور سمیت اتر بنگہ کے کچھ حصوں میں نیز ضلع ہوڑا و ۲۴ پرگنہ کے بعض علاقوں میں آج بھی دین سے ناواقف مسلمانوں کے درمیان مانک پیر کے نام پر گانے بجانے کی رسم موجود ہے۔بنگال کے ہندو بھی مانک پیر کے بہت عقیدت مند ہیں۔

چنانچہ کلکتہ کا مانک تلا اسی مانک پیر کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، ضلع ۲۴ پرگنہ کے یادو پور میں ہر سال مانک پیر کا میلہ ہوتا ہے جس میں ہندو ومسلمان بصد شوق شرکت کرتے ہیں اور مانک پیر کے نام سے شیرینی وغیرہ پیش کرتے ہیں۔اس کے بھکتوں کا کہنا ہے کہ اس پیر سے ہمیں بہت کچھ ملتا ہے۔

,,**پانچ پیر**،،: بنگال کے ہندو اور بہت سے عام مسلمان پانچ پیر کا اعتقاد رکھتے ہیں۔اگر چہ شمالی بھارت کے اور بھی خطوں میں اس پیر کے معتقدین پائے جاتے ہیں لیکن بنگال میں اس کی رسم وروایتیں بہت عام ہیں۔خاص طور سے (عام) بنگالی مسلمانوں میں اس کا ایک متبرک تصور پایا جاتا ہے لیکن اس کے نام پر جو کچھ امور انجام دیئے جاتے ہیں اس سے اندازہ لگانا بالکل آسان ہے کہ یہ دراصل بنگالی تہذیب واعتقاد کا نتیجہ ہے۔ضلع مدناپور اور بردوان کے علاقوں میں بعض گنوار مسلمان ہندوؤں کے ساتھ مل کر پانچ پیر کا منڈپ سجاتے ہیں اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ بانس کا ایک چھوٹا سا گھر بناتے ہیں اور اس کے شمالی مغربی گوشے میں مٹی کا ایک چھوٹا سا ٹیلہ نما بنا کر اس میں لوہے کا ایک آلہ ہاتھ کی طرح پنجہ نما بنا کر گاڑ دیتے ہیں اور اس پر ایک کپڑا ڈال دیتے ہیں پھر پانچ لوگ پانچ پیر کا نمائندہ بن کر اس پنجے کی ایک ایک انگلی پکڑ رکھتے ہیں۔

ہر بدھ کو پنجے کا وہ ٹیلہ لیپا جاتا ہے، مٹی کا دیہ جلایا جاتا ہے، اس کے قریب لوبان سلگایا جاتا ہے، اس پر جنگلی پھول ڈالے جاتے ہیں اور خاص خاص ساعتوں میں اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے پانچ پیر کے واسطے بکری یا کبوتر ذبح کیا جاتا ہے اور شیرینی پیش کی جاتی ہے۔ اہل ہنود بھی چڑھاوالیکر یہاں آتے ہیں اور ڈفالی فقیروں سے مسلمانوں کے طریقے پر دعا کراتے ہیں۔ ضلع ۲۴ / پرگنہ کے ساتھ جنوبی بنگال کے بعض حصوں میں پانچ پیر کے لئے نیاز و شیرینی پیش کرنے کا رواج تھا بلکہ آج بھی نادان مسلمانوں میں اس کا رواج ہے کہ ناریل، دودھ، شکر اور چاول سے کھیر تیار کر کے پہلے پانچ پیر کو نذر کرتے ہیں پھر چھوٹے چھوٹے بچوں کو بلا کر ان میں تقسیم کر دیتے ہیں۔

ایک وقت تھا جب مسلمانوں میں پانچ پیر کی بہت اہمیت تھی تاہم اس کے تصورات لوگوں سے آج بالکل ختم ہو گئے یہ کہنا مشکل ہے کیوں کہ بعض جگہ ملاح و مچھیرے آج بھی جب دریا میں جاتے ہیں تو پانچ پیر کا نام لیتے ہیں بلکہ جب وہ ندی میں اترتے ہیں تو ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلتے ہیں, اللہ نبی پانچ پیر بدر بدر، بنگلہ دیش کے ڈھاکہ و میمن سنگھ میں آج بھی یہ چیزیں دیکھنے کو ملتی ہیں۔

ڈھاکہ بنگلہ دیش کے مضافات میں ایک جنگلی علاقہ میں واقع پانچ پیر کی

درگاہ مشہور ہے جس میں پانچ نامکمل قبریں ہیں جن کی نہ تو کوئی تاریخی حیثیت ہے اور نہ مذہبی شجرہ۔ بس مسلمانوں کے مذہبی مقام کی حیثیت سے معروف ہے لوگوں میں اس پیر کی تئیں اندھی عقیدت پائی جاتی ہے مثلاً یہ پیر حادثات کا شکار ہونے سے بچاتا ہے، امراض ومصائب کو روکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ ہندؤوں اور مسلمانوں میں اس کو عقیدت واحترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور جولوگ وہاں نہیں پہنچ سکتے وہ اپنے گھروں یا آس پاس کسی درخت یا جھاڑی کے نیچے اس کے نام سے منڈپ تیار کر کے اس کی رسم ادا کرتے ہیں اور اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ (بنگے صوفی بر بھاؤ سے ملخص)

ہماری معلومات کے مطابق ڈاکٹر انعام الحق شاید وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے اس طرح کے تمام خیالی و بناوٹی پیروں کے احوال ورسوم قدرے تفصیل سے یکجا ذکر کیا ہے اور یہ جانکاری بھی فراہم کی ہے کہ وہ کیسے وجود میں آئے۔ ان کے ماننے والے کہاں کہاں پائے جاتے ہیں اور ان بناوٹی پیروں کے نام پر بعض عام مسلمانوں میں کیا کیا بدعات وخرافات مچی ہوئی ہیں۔ ڈاکٹر موصوف کا یہ کام قابل تحسین ہے کہ اس کے ذریعے بہت سی غیر شرعی روایت کی نشاندہی ہوتی ہے۔

ہاں ہمارے علاقہ واطراف وجوانب میں کچھ اور بھی خیالی پیروں کے نام وشیطانی قوت کی تھان ایک زمانے میں معروف رہے ہیں اور ان کے تئیں غیر شرعی اعتقادات و

رسومات بھی بعض نافہموں میں دیکھے گئے ہیں۔ حالانکہ ان واہیات پیروں وتھانوں کے نام تو مختلف ہوتے تھے مگر ان کے نام سے جاری رسمیں تقریبا یکساں ہوتی تھیں۔ بہرحال یہ مقام اس حوالے سے بھی بہت موزوں ومناسب ہے کہ اس بارے میں جو کچھ معلومات ہمیں پہنچیں ہیں ان کا ذکر کردیا جائے۔ چنانچہ ان میں سے کچھ کے نام و پتے یہ ہیں۔ **,,کاونری پیر، کھونچا پیر، مدن پیر، دیکھی پیر، گارام، ہر یپال،،** وغیرہ۔ ان شیاطین کی قدرے تفصیل حسب ذیل ہے

,,کاونری پیر،،: ضلع دارجلینگ کے بعض علاقوں میں کاونری پیر کی تھان پائی جاتی ہے جس کی ہیئت کسی بڑے تالاب کے کنارے یا کسی جھاڑی یا برگد و پاکھر کے درخت کے تلے ایک ٹیلے نما جگہ کی ہوتی ہے اس کے تعلق سے بھی عام لوگوں میں ایک عجب وغریب غیر شرعی تصور موجود ہے۔ مثلا اس کی تھان کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ ٹیلہ کاونری پیر کے رہنے کی جگہ ہے جو بہت پاور رکھتا ہے۔ اگر کسی اہم کام کے وقت اس کو خوش نہ کیا جائے تو بڑا نقصان ہوتا ہے۔ چنانچہ اس خوف سے بعض جاہل خیالات کے لوگ اور زیادہ تر عورتیں اپنے بچوں کے ختنہ یا شادی بیاہ کے موقع پر یا بیماری سے صحت یابی کے لئے یا اگر کسی کا بچہ غائب ہوجائے یا جانور کھوجائے تو بازیابی کے لئے اس کے پاس جا کر نذر مانتے ہیں۔ ان کے زعم میں کاؤنری پیر کی تھان میں جو بھی منت مانگو وہ پوری ہوتی ہے۔ لہٰذا منت مانگنے والوں کو جب یہ محسوس ہوتا ہے

کہ ہماری منت پوری ہوئی تو اس کی تھان میں شیرینی، دودھ، کیلا، بھونا ہوا چاول، سندور، جنگلی پھول وغیرہ پیش کرتے ہیں، لوبان واگر بتی سلگاتے ہیں کبھی مرغا یا کبوتر ذبح کرتے ہیں اور کھانا بنا کر آس پاس نظر آنے والے لوگوں یا بچوں کو بلا کر کھلا دیتے ہیں جس کو وہ کار عظیم وشریف سمجھتے ہیں معاذ اللہ اسی طرح جو اس پیر کا انکار کرے یا اس کو برا بھلا کہے تو اسے پیر مذکور کے غضب سے ڈراتے ہیں بلکہ اس پیر کے برا جاننے والوں میں سے کسی کو اگر اتفاق سے کچھ ہو بھی جائے تو اس کے معتقدین سمجھتے ہیں کہ شاید اس سے کاؤنری پیر ناراض ہو گیا ہے۔ لہذا اس کو منانے کے لئے وہی کچھ جتن کرتے ہیں جو بیان ہوا۔ جبکہ بغور دیکھئے تو ہندوؤں کی بت پرستی سے اس کو کافی مشابہت ہے جس میں گرفتار ہو کر لوگ کفر وشرک کی وادی میں جا گرتے ہیں۔

,,مدن پیر وکھونچا پیر،، : دو تین دہائیاں قبل ہمارے یہاں مدن پیر وکھونچا پیر کی تھان بھی راستوں کنارے، جھاڑیوں اور ٹیلوں میں قائم نظر آتی تھی، ان پڑھ وگنوار قسم کے لوگ ان کو احترام کی نظر سے دیکھتے تھے اور آتے جاتے ان کو ہاتھ اٹھا کر سلام کرتے تھے۔ کھونچا پیر کی تھان میں لوگ اعتقاد کے ساتھ کوئی لمبا سا تنکا (جس کو بنگلہ زبان میں کھونچا کہا جاتا ہے ڈالتے تھے، شاید اسی وجہ سے اس کا نام کھونچا پیر ہوا) رکھتے تھے اور اپنے مقصد کو پورا کرنے کی دہائی دیتے تھے اسی طرح مدن پیر سے بھی استغاثہ کرتے تھے

،بعض دفع عورتیں ان کی تھانوں میں جا کر منتیں مانگتی تھیں اور دودھ سے کھیر بنا کر وہاں پیش کرتی تھیں۔اب شاید علاقہ میں کہیں ان کی نشانی باقی نہیں ہے

,,تالاب ودیکھی پیر،،: علاقہ میں جگہ جگہ بہت بڑے بڑے تالاب پرانے زمانے سے موجود ہیں جن کے تعلق سے ضعیف الایمان مسلمان طرح طرح کے توہمات کے شکار ہیں اور عجیب وغریب کہانیاں بیان کرتے ہیں،ان تالابوں کے کنارے سال میں ایک بار میلہ لگتا ہے،اس کے ماننے والے عموما جاہل واجڈ اور توہم پرست ہوتے ہیں،ان میں سے جو پہلے ہی منتیں مانگ چکے ہوتے ہیں وہ مرغا،چاول،دودھ،کیلا وغیرہ لیکر ان میلوں میں پہنچتے ہیں اور تالاب کے کنارے جا کر ڈھول تاشے اور رقص وسرود کے ساتھ منت کی رسم پوری کرتے ہیں۔پھر کسی لکڑی یا کیلا کے درخت کا باکس نما بنا کر اس پر مذکورہ چیزوں کی شیرینی بنا کر تالاب میں بہادیتے ہیں اور کچھ وہ ہوتے ہیں جو تالاب کے کنارے کھڑے ہوکر اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر منت مانگتے ہیں کہ میرا فلاں کام ہوگیا تو سال آئندہ آپ کے لئے ایسا ایسا کرونگا وغیرہ وغیرہ غرض کہ اس طرح کی بے شمار بیہودگیاں ہوتی ہیں جن میں مسلم عورتیں زیادہ گرفتار ہیں۔اور اہل ہنود کا تو مذہب ایسا ہے۔

,,گارام،،: بعض جگہ گاؤں دیہات میں گارام پرستی کی لعنت بھی دیکھی سنی جاتی ہے بلکہ اس کا رواج ابھی تک علاقہ میں عام ہے۔اس کا حال یہ ہے کہ

کسی جھاڑی یا درخت یا ٹیلے کے متعلق بعض لوگوں کو اعتقاد ہوتا ہے کہ یہاں ایک غیر مرئی طاقت ہر وقت بود و باش رکھتی ہے جس کو گارام کہتے ہیں۔ اس کی طرف سے ہو کر آنے جانے والے اگر اس کی تعظیم نہ کریں، اسی طرح شادی بیاہ، ختنہ و عقیقہ کی تقریب سے قبل اگر اس کو خوش نہ کیا جائے تو وہ ناراض ہو کر نقصان پہنچاتا ہے، لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ راتوں کو وہ گارام مختلف شکل میں ادھر اودھر گھومتا ہے اور اس کے سامنے آنے والوں کو نقصان پہنچتا ہے وغیر وغیرہ۔ عموما ہر گاؤں میں راستوں و کھیتوں کے کنارے کسی درخت یا جھاڑی کے پاس، یا ٹیلہ کے اوپر اس کی تھانیں اب بھی پائی جاتی ہیں اور کہیں کہیں اہل ہنود نے ان میں جھونپڑا بھی بنا دیا ہے۔ جہاں جا کر بعض ضعیف الاعتقاد مسلمان اور زیادہ تر عورتیں منت و نذر مانتی ہیں اور خاص کر شادی بیاہ یا ختنہ و عقیقہ کا معاملہ ہو تو پہلے وہاں جا کر کھیر، کیلا، دودھ، سندور پیش کر کے اپنے اعتبار سے اس کو منانے کی کوشش کرتی ہیں کچھ معتقدین بسا اوقات اس جگہ جوڑا کبوتر ذبح کر کے وہاں اس کا خون ٹپکاتے ہیں، دھونی، اگر بتی و موم بتی جلاتے ہیں، بعض عورتیں کبھی اپنی گردن میں پیال ڈال کر وہاں سجدہ بھی کرتی ہیں، یوں ہی اگر کسی کا جانور غائب ہو جائے تو اس کی بازیابی کے لئے یا کوئی زخم جو جلدی نہ بھرے اس کے علاج کے لئے گارام کی تھان میں کیلا، دودھ، کھیر وغیرہ بھیج دیتے ہیں۔ غرض کہ اس کے معتقد ضعیف الایمان مسلمان اور

تو ہم پرست لوگ صدہا قسم کی شیطانی حرکتیں اس ملعون وخبیث گارام کے لئے اس کی تھان میں جا کر انجام دیتے ہیں اور بے شمار خلاف اسلام افعال واقوال کا ارتکاب کرتے ہیں۔ عالم یہ کہ اگر کوئی مخالفت کرے تو اس کے ماننے والے جہالت کے شکار لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ گارام کے عتاب سے اس کا بچنا مشکل ہے۔

ہر یپال کی تھان : بعض جگہ دین سے بے بہرہ کچھ ایسے لوگ جو ہندوؤں سے اختلاط رکھتے ہیں وہ ہر یپال نامی کسی طاقت سے مرعوب ہوتے ہیں اور اس کی تھان کے پاس جا کر منت مانتے ہیں، کبوتر ذبح کرتے ہیں کھیر، کیلا دودھ وغیرہ پیش کرتے ہیں۔ ہر یپال کی تھان کسی گھنی جھاڑی، یا درخت یا ٹیلہ میں ہوتی ہے، اہل ہنود اسے بھگوان مانتے ہیں اور یہ خالص مشرکوں کا ہی کوئی دیوتا ہوسکتا ہے جیسا کہ نام ہی سے عیاں ہے۔

مسان : یوں تو بچوں کی ایک بیماری (ام الصبیان) کو مسان کہتے ہیں لیکن اہل ہنود کے یہاں مسان کا ایک الگ مستقل وجود بھی ہے جو ایک خبیث و پلید شیٔ لیکن ان کے یہاں قابل احترام ہے۔ افسوس کہ بعض نادان مسلمانوں میں اسی خبیث شیٔ کے تئیں خلاف شرع تصورات بھی پائے جاتے ہیں مثلا بسا اوقات بچوں میں ام الصبیان یا ایسی ہی کوئی اور بیماری دیکھی جاتی ہے جس سے بچے کی صحت سخت متاثر ہوتی ہے تو لوگ کہتے کہ اس کو مسان پکڑا ہوا

ہے، بعض لوگ اس کو بوڑھی دیوبھی کہتے ہیں اور اصل بیماری کے علاج کے لئے ڈاکٹروں کی طرف رجوع کرنے کی بجائے اوجھامہات یعنی تنتر منتر وجھاڑ پھونک کرنے والوں کے پاس دوڑتے ہیں پھر ان کے کہنے پر مسان کی تھان یا کسی جگہ کو متعین کر کے وہاں دودھ، کیلا، سندور کھیر اور کبوتر یا بکرا وغیرہ ذبح کر کے پیش کرتے ہیں تا کہ وہ خوش ہو جائے اور بچہ صحت مند ہو جائے۔

ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ نادان مسلمانوں میں سوت پیر وغیرہ کی طرح مسان کا بھی کوئی مقام ہے! البتہ یہ بات ضرور سنی گئی ہے کہ بعض جاہل قسم کی عورتیں مسان کے لئے بھی نذر مانا کرتی ہیں تا کہ ان کے بچے کو وہ کوئی نقصان نہ پہنچائے۔ ہاں اس رجحان کو تقویت دینے میں اوجھامہات (جھاڑ پھونک و جادو سحر کا پیشہ کرنے والے جاہل معوذین) کا بڑا دخل ہے وہی لوگ طرح طرح کی ناجائز و منگھڑت ترکیبیں بتا کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ ہاں ہوسکتا ہے کہ اکثر لوگ یہ نہیں جانتے ہوں گے کہ مسان کسے کہتے ہیں اور اس کی حقیقت کیا ہے؟ اس وجہ سے وہ اوجھا لوگوں کے جھانسے میں پھنس جاتے ہوں گے۔ لہٰذا مناسب معلوم ہوا کہ مسان کی حقیقت کیا ہے واضح کر دیا جائے تا کہ سچائی جاننے کے بعد لوگ اس سے اجتناب کریں۔ چنانچہ ,,مسان، مسانی، مسانیاں،، کے بارے میں فرہنگ آصفیہ میں لکھا ہے۔

[مسان] (۱) مرگھٹ، مردہ گھاٹ، شمشان، وہ جگہ جہاں ہندوؤں کے مردے جلائے جاتے ہیں۔ (۲) ایک بیماری کا نام جو اکثر مثل صرع

بچوں کو ہو جاتی ہے اور اس میں ہاتھ پاؤں ٹیڑھے ہو جاتے ہیں۔ **معنلی** آزار، پسلی کا خلل۔ام الصبیان۔(۳) ایک سفلی علم کا نام جس کے وسیلے سے شیاطین وخبائث کی روح کو تابع کر لیتے ہیں۔بھوت بدّیا۔ [**مسانی**]۔ستیلا دیوی کی سات بہنوں میں سے ایک بہن کا نام۔کھسرا۔ چھوٹی ماتا۔ [**مسانیاں**]۔مردے کی راکھ اٹھانے والا جسے پورب میں ڈومڑا کہتے ہیں۔ایک قسم کا خاک روب۔بھوت پریت اتارنے والا سینا۔(**فرہنگ آصفیہ۔ج ۴،ص ۳۴۴**)

فرہنگ آصفیہ کی روشنی میں یہ صاف ہو جاتا ہے کہ مسان یا مسانی مسلمانوں کے لئے کوئی قابل احترام چیز ہرگز نہیں بلکہ قابل اہانت وملامت ہے لہٰذا اس کے حوالے سے بھی کوئی اچھا تصور رکھنا دین وایمان کے لئے باعث ہلاکت وبربادی ہے۔اس بارے میں واضح حکم شرع آگے بیان ہوگا۔ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بہرحال یہ ایک مختصر تفصیل ہے ان واہیات پیروں، مشرکانہ اڈوں، خبیث روحوں اور شیاطین جنوں کی اور ان سے متعلق ناجائز رسوم وناپاک تصورات کی جن کو اکثر زنادقہ، اہل ہنود کے رہنما اور شیاطین کے ہاتھوں اغوا ہونے والے ملعونوں نے ایجاد کیا ہے۔نیز بعض فساق وفجار اور نفس کے بندوں وابلیس کے چیلوں نے اپنے جھوٹے وشیطانی خوابوں سے متاثر ہو کر یا دیومالائی کہانیاں گڑھ کر پھیلایا ہے۔

اسی طرح **اوجھا مہات** یعنی جادو منتر اور تعویذ گنڈہ کرنے والے بابا قسم کے جاہل

لوگوں نے بھی تلبیس نفس وابلیس سے مغلوب ہوکر یا ایسے ہی کسی جھوٹے خواب کی بنیاد پر ان باطل خیالات وبدعات کو پھیلا کر خلق خدا کو گمراہ کیا ہے جن کی نحوست ونجاست سے ایک لمبے وقت تک بنگال واطراف کا مسلم معاشرہ پراگندہ ومستحق لعنت بنا ہوا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر واحسان ہے کہ علماء دین کی مسلسل کوششوں سے دھیرے دھیرے یہ غیر شرعی امور واعتقاد علاقہ سے ختم ہوئے اور ان خیالی پیروں کے باطل رسموں اور ہندوانہ اثرات سے معاشرہ بہت حد تک پاک ہوا۔ اور اگر علماء کی کوششیں اس سمت میں جاری رہیں تو باقی ماندہ رسمیں بھی ختم ہو سکتی ہیں۔

بڑی مسرت کی بات یہ ہے کہ الحمدللہ! اکثر جگہ اب ان ناجائز محفلوں کی جگہ مذہبی جلسے ودینی مجلسیں قائم ہو رہی ہیں۔ بری رسموں وغیر شرعی نذر و نیاز کی جگہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جشن غوث الوریٰ، جشن غریب نواز، عرس مخدوم سمناں، وعرس اعلیٰ حضرت وغیرہ کے جلسے وجلوس ہو رہے ہیں اور بزرگوں کے لئے عرفی نذر و نیاز کی چلن ہو رہی ہے۔ ہاں یہ بات ضرور باعث تشویش ہے کہ کچھ جہلا نے فرضی مزارات گڑھ کر ان میں اصلی مزاروں جیسا عرس وفاتحہ کا سلسلہ جاری کر رکھا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ایسے ملعون رسوم وافعال کے خلاف جدوجہد کرنے والے علماء کرام وبیدار عوام کو اجر جزیل عطا فرمائے اور مسلم معاشرے کو ہر طرح کی خرافات وباطل نظریات سے محفوظ رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

تیسرا باب

مذکورہ باطل پیروں، تھانوں اور ان سے منسوب رسوم کا شرعی حکم

جب بتحقیق یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی کہ ,,**سوت پیر سمیت گھوڑا پیر، ٹینا پیر، لنگٹا پیر ،گاجی پیر، پانچ پیر، سونا پیر، جمعہ پیر، مانک پیر، مدن پیر، کھونچپا پیر، دیکھی پیر، گارام، ہریپال، مسان وغیرہ وغیرہ**،،۔اور اس قبیل کے وہ تمام پیر اور ان کی تھانیں خالص فرضی، خیالی ومنامی یا محض ارواح خبیثہ وعیار شیاطین جن وانس کی کارستانیوں کا نتیجہ ہے بلکہ ان میں سے اکثر اہل ہنود کے نجس ولعین دیوی و دیوتا ہیں جن کی کوئی حیثیت وسند نہیں اور نہ نام کے سوا ان میں کوئی کمال ومقام ہے کما قال اللہ تعالیٰ۔

:اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى: وہ تو نہیں مگر کچھ نام کہ تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں اللہ نے ان کی کوئی سند نہیں اُتاری وہ تو نرے گمان اور نفس کی خواہشوں کے پیچھے ہیں حالانکہ بے شک ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے ہدایت آئی۔(النجم۔۲۳)

تو اب ان کے ساتھ اسلامی بزرگوں جیسا معاملہ کرنا، اولیائے اسلام کی طرح ان کو باکمال ومعزز سمجھنا، ان کے نام سے تبریک کرنا، نذر عرفی یا نیاز کرنا یا ان کی تعظیم وتوقیر

کرنا جائز نہیں کہ یہ معاملات خیر و عزت و تعظیم تو صرف اللہ و رسول اور اہل ایمان کے لئے خاص ہیں جبکہ شیاطین ملاعنہ وارواح خبیثہ ہر حال میں قابل اہانت وملامت ہوتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ۔

:وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ : اور عزّت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے۔ (المنافقون۔۸)

:قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ : تم فرمادو کہ ستھرا اور گندہ برابر نہیں اگرچہ تجھے گندے کی کثرت بھائے تو اللہ سے ڈرتے رہو اے عقل والو کہ تم فلاح پاؤ۔ (المائدہ۔۱۰۰)

:وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ: اور بے حیائیوں کے پاس نہ جاؤ جو اِن میں کھلی ہیں اور جو چھپی (الانعام۔۱۵۱)

پس کہاں یہ تصورات باطلہ وارواح خبیثہ جن سے اجتناب واجب ہے اور کہاں وہ اللہ کے مقرب بندے اولیاء وعرفاء جن کے کمالات وقصائد قرآن واحادیث میں وارد، جن کی عقیدت ومحبت جزوِ ایمان ہے۔ بھلا دونوں میں کیا مناسبت ہے؟ لہٰذا جو کوئی ان خبیث ونجس ارواح وشیاطین کو صاحب کمال وقابل احترام جانے، مانے اور منع کرنے سے بھی باز نہ آئے تو وہ سخت فاسق وفاجر اور گمراہ وشیطان کا پیروکار بلکہ اندیشہ کفر سے گھرا ہوا ہے۔

:مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ: اللہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑنے کا نہیں جس پر تم ہو جب تک جدا نہ کردے گندے کو ستھرے سے **(آل عمران۔۱۷۹)**

اسی طرح مشکلات و مصائب میں ان خیالی و شیطانی پیروں سے استمداد و استغاثہ کرنا بھی ناجائز و حرام ہے کہ قرآن میں شیاطین و اس کی جنس سے دور رہنے کا حکم آیا ہے۔کما قال تعالیٰ۔

:اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ: یہ کہ اللہ کو پوجو اور شیطان سے بچو۔(النحل۔۳۶)

یوں ہی ان کے نام سے شیرینی و فاتحہ کا اہتمام کرنا وغیرہ وغیرہ یہ سب کچھ نہ صرف اشد ناجائز و حرام اور بدکام و بدانجام ہے بلکہ سخت ضلالت و گمراہی کا سبب ہے حتی کہ بعض دفعہ منجر الی الکفر والشرک ہوتا ہے اس لئے کہ ان میں کچھ ایسے بھی ہیں جو مشرکین و اہل ہنود میں بھگوان و خدا مانے جاتے ہیں۔

الغرض اس طرح کی تمام رسومات خبیثہ جو کہ توہم پرستوں اور کفار و مشرکین کے ساتھ اختلاط کی وجہ سے کہیں نہ کہیں عام مسلمانوں میں اب بھی پائی جاتی ہیں ان سے اجتناب و دوری ضروری ہے ورنہ دین و ایمان کا پرندہ کب اڑ جائے کچھ پتہ نہیں اسی کے ساتھ ساتھ ان گمراہوں کی صحبت و دوستی سے بھی گریز لازم ہے جو ایسے ناپاک افکار و اعمال سے چمٹے ہوئے ہیں اور ان سے الگ ہونے کو تیار نہیں۔

اب یہاں سے آئندہ سطور میں مذکوہ باطل اوہام ورسومات کے خلاف قاطع کفر وضلالت حامی سنت ماحی بدعت امام اہل شریعت وطریقت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی چند تصریحات پیش کرتے ہیں جو نہایت ہی مفید وتقویت ایمان کا ذریعہ ہیں۔

کفار کے مذہبی شعار اوران کے دیوتاؤں و پیشواؤں کی عزت وتکریم کفر صریح ہے

سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

,,کفار کے مذہبی جذبات اوران کے دیوتاؤں اور پیشواؤں کو عزت دینا صریح کلمہ کفر ہے، قال اللہ تعالیٰ :وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنافقین لا یعلمون : اللہ تعالیٰ نے فرمایا عزت تو خاص اللہ اوراس کے رسول اور مسلمانوں کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔ان کے دیوتاؤں اور پیشواؤں اور مذہبی جذبات کا اعزاز درکنار جوان کے کسی فعل کی تحسین ہی کرے باتفاق ائمہ کافر ہے۔غمز العیون والبصائر میں ہے:اتفق مشائخنا ان من رأی امر الکفار حسنا فقد کفر : جس نے کسی کافر کے عمل کو اچھا گمان کیا وہ باتفاق مشائخ کافر ہے۔ان لوگوں پر فرض ہے کہ ایسی باتوں سے توبہ کریں،تجدید اسلام کریں،تجدید نکاح کریں، واللہ تعالیٰ اعلم۔(فتاویٰ رضویہ۔ ۱۴،ص ۶۲۵)

تنبیہ : اس عبارت با کرامت سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ تھان اور شیاطین کے مسکن جن سے اہل ہنود کے ساتھ ساتھ کچھ نادان مسلمان بھی حسن اعتقاد رکھتے ہیں اور وہاں جاتے ہیں تو اگر مسلمان کا اعتقاد بھی ویسا ہی ہو جو ہندوؤں کا ہوتا ہے تو یہ کفر ہے ورنہ سخت گناہ و باعث گمرہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

افعال شیاطین وجادوگرنا جائز وحرام اوران کے حق ہونے کا اعتقاد کفر ہے

اسی طرح آپ کی بارگاہ میں ایک سوال پیش ہوا۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ٹوٹکے کراتا ہے بکرا بطور صدقہ مریض کے سرہانے بندھاتا ہے اور مریض کو سوار کراتا ہے (اگر وہ کمسن ہو) پھر اس بکرے کو دفن کراتا ہے اور وہ اس کو ضروری خیال کرتا ہے اور اس پر عامل ہو اور پتلا بنواوے اور مرغا گڑواوے اور سیندور وغیرہ لگواوے جو طریقہ سحر سے ہے، آیا زید مبتلائے شرک ہے یا نہیں؟۔

تو سیدی امام احمد رضا قدس سرہٗ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔

بکرا دفن کرنا اور مرغا گاڑنا اور اسے صدقہ سمجھنا اور خصوصا ضروری جاننا اور پتلا بنوانا یہ سب افعال شیاطین وساحران ملعونین ہیں ان کے ساتھ اگر کوئی قول یا فعل یا اعتقاد کفری ہو تو ضرور کفر ہے ورنہ کبیرہ اور سخت کبیرہ اور فاعل فاسق اور عذاب نار کا مستحق۔ (ایضا۔ ص ٦۵۵)

تنبیہ : اس عبارت رضویہ سے یہ حکم بھی مستفاد ہوتا ہے کہ مذکورۂ سابقہ وہمی پیروں وخبیث تھانوں پر مرغ ، کبوتر ذبح کرنا، ان جگہوں میں دودھ، کھیر کیلا، سندور وغیرہ پیش کرنا، لوبان واگربتی جلانا وغیرہ وغیرہ افعال سخت ناجائز وحرام ہیں اور اگر ان خبثاء کو متصرف بالذات مان کر کوئی مسلمان ایسا کرے گا تو کافر ہو جائے گا۔ واللہ اعلم۔

ہندوؤں کے مذہبی میلوں میں شرکت حرام اور بربنائے پسند ہو تو کفر ہے

اہل ہنود کفار ومشرکین کے میلوں میں شرکت کے متعلق حکم شرع بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

ان کا میلہ دیکھنے کے لئے جانا مطلقا ناجائز ہے۔ اگر ان کا مذہبی میلہ ہے جس میں وہ اپنا کفر وشرک کریں گے کفر کی آوازوں سے چلائیں گے جب تو ظاہر ہے اور یہ صورت سخت حرام منجملہ کبائر ہے پھر یہ بھی کفر نہیں اگر کفری باتوں سے نافر ہے ہاں معاذ اللہ ان میں سے کسی بات کو پسند کرے یا ہلکا جانے تو آپ ہی کافر ہے اس صورت میں عورت نکاح سے نکل جائے گی اور یہ اسلام سے ورنہ فاسق ہے اور فسق سے نکاح نہیں جاتا، پھر بھی وعید شدید ہے اور کفریات کو تماشا بنانا ضلال بعید ہے۔

حدیث میں ہے: من کثر سواد قوم فھو منھم ومن رضی عمل قوم کان شریك من عمل بہ. رواہ ابو یعلی فی مسندہ وعلی بن

معبد فی کتاب الطاعۃ والمعصیۃ عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی ﷺ ورواہ الامام عبداللہ بن المبارک فی کتاب الزھد عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ من قولہ وھو عند الخطیب عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی ﷺ بلفظ من سودمع قوم فھو منھم: جو کسی قوم کا جتھا بڑھائے وہ انھیں میں سے ہے اور جو کسی قوم کا کوئی کام پسند کرے وہ اس کام کرنے والوں کا شریک ہے امام ابویعلی نے اپنی مسند میں اس کو روایت فرمایا اور علی بن معبد نے کتاب الطاعۃ والمعصیۃ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اسے روایت کیا اور امام عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمۃ نے کتاب الزہد میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول سے اس کو روایت کیا جبکہ وہ خطیب کے نزدیک حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے جو کسی قوم کے ساتھ ہو کر ان کا جتھا بڑھائے تو وہ انہی میں شمار ہے۔

اور اگر مذہبی میلہ نہیں لہو ولعب کا ہے جب بھی ناممکن کہ منکرات وقبائح سے خالی ہو اور منکرات کا تماشا بنانا جائز نہیں۔ ردالمحتار میں ہے: کرہ کل لھو والاطلاق شامل لنفس الفعل واستماعہ: ہر کھیل مکروہ یعنی ناپسندیدہ کام ہے اور اس کو مطلق (بغیر کسی قید) ذکر کرنا اس کے

کرنے اور سننے دونوں کو شامل ہے۔ طحطاوی صدر کتاب بیان علوم محرمہ ذکر شعبدہ میں ہے: یظهر من ذٰلك حرمة التفرج علیهم لان الفرجة علی المحرم حرام: اس سے کھیل (تماشا) پر خوشی منانے کی حرمت ظاہر ہوتی ہے کیونکہ کسی حرام کام پر خوشی منانا بھی حرام ہے۔

یعنی شعبدہ باز بھان متی بازیگر کے افعال حرام ہے اور اس کا تماشا دیکھنا بھی حرام ہے کہ حرام کو تماشا بنانا حرام ہے خصوصا اگر کافروں کی کسی شیطانی خرافات کو اچھا جانا تو آفت اشد ہے اور اس وقت تجدید اسلام وتجدید نکاح کا حکم کیا جائے گا۔ غمز العیون میں ہے: اتفق مشائخنا ان من رأی امر الکفار حسنا فقد کفر حتی قالوا فی رجل قال ترك الکلام عند اکل الطعام حسن من المجوس او ترك المضاجعة عندهم حال الحیض حسن فهو کافر: ہمارے مشائخ کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ جس نے کافروں کے کسی کام کو اچھا سمجھا تو وہ کافر ہو گیا انھوں نے یہاں تک شدت اختیار فرمائی کہ اگر کسی شخص نے (آتش پرستوں کے بارے میں کہا کہ ان کا طعام کھانے کے وقت خاموش رہنا اچھی بات ہے اور اسی طرح ایام ماہواری میں عورت کے پاس نہ لیٹنا عمدہ بات ہے تو وہ کافر ہے۔ (یعنی اہل کفر کی بات کو بھی اچھا کہنا یا سمجھنا خالص اسلام میں موجب کفر ہے)

اور اگر تجارت کے لئے جائے تو اگر میلہ ان کے کفر و شرک کا ہے جانا ناجائز و ممنوع ہے کہ اب وہ جگہ ان کا معبد ہے اور معبد کفار میں جانا گناہ۔ تیمیہ پھر تاتارخانیہ پھر ہندیہ میں ہے: یکرہ للمسلم الدخول فی البیعۃ والکنسیۃ وانما یکرہ من حیث انہ مجمع الشیاطین: یہودیوں کی عبادت گاہ اور عیسائیوں کے گرجے (چرچ) میں کسی مسلمان کا داخل ہونا مکروہ ہے اس لئے کہ وہ شیاطین کے جمع ہونے کی جگہ ہے۔

بحر الرائق میں ہے: والظاھر انھا تحریمیۃ لانھا المرادۃ عند اطلاقھم: ظاہر یہ ہے کہ کراہت سے کراہۃ تحریمی مراد ہے کیونکہ عند الاطلاق وہی مراد ہوا کرتی ہے۔ بلکہ ردالمحتار میں ہے: فاذا حرم الدخول فالصلوۃ اولی: جب وہاں جانا اور داخل ہونا حرام ہے تو نماز پڑھنا بدرجہ اولیٰ حرام ہے اور اگر لہو ولعب کا ہے اور خود اس سے بچے نہ اس میں شریک ہو نہ اسے دیکھے نہ وہ چیزیں بیچے جو ان کے لہو ولعب ممنوع کی ہوں تو جائز ہے پھر بھی مناسب نہیں کہ ان کا مجمع ہر وقت محل لعنت ہے تو اس سے دوری ہی میں خیر و سلامت ہے ولہذا علماء نے فرمایا کہ ان کے محلہ میں ہو کر نکلے تو جلد لمکتا ہوا گزر جائے۔ غنیّۃ ذوی الاحکام پھر فتح اللہ المعین، پھر طحطاوی میں ہے: ھم محل نزول اللعنۃ فی کل وقت ولا شك انہ یکرہ السکون فی جمیع یکون کذٰلك بل وان یمر فی

امکنتهم الا ان یهرول ویسرع وقدردت بـذلك اٰثار: اس لئے کہ ہر وقت مقامات کفار پر خدا کی لعنت برستی ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسی مجلس (اور جگہ) میں ٹھہرنا مکروہ ہے (ناپسندیدہ امر) ہے بلکہ ان کے مقامات کے قریب جب کبھی گزرنا پڑے تو جلدی سے دوڑ کر گزرے، چنانچہ آثار یہی وارد ہوا ہے۔

اور اگر خود شریک ہو یا تماشا دیکھے یا ان کے لہو وممنوع کی چیز بیچے تو آپ ہی گناہ و ناجائز ہے۔ درمختار میں ہے: قدمنا معزیا للنهر ان ماقامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريما والافتنزيها: ہم نے النہرالفائق کی طرف نسبت کرتے ہوئے پہلے بیان کر دیا ہے جس کے ساتھ بعینہٖ گناہ قائم ہو اس کا فروخت کرنا مکروہ تحریمی ہے لیکن اگر ایسا نہ ہو تو پھر کراہۃ تنزیہی ہوگی۔ فتاوی عالمگیری میں ہے: اذا اراد المسلم ان يدخل دار الحرب بامان للتجارة ومعه فرسه وسلاحه وهو لايريد بيعه منهم لم يمنع ذلك منه: جب کوئی مسلمان دار حرب (دار کفر) میں کاروبار کے لئے جانا چاہے اور اس کے ساتھ گھوڑا اور ہتھیار وغیرہ ہوں اور وہ انھیں (وہاں) بیچنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو اسے نہ روکا جائے۔ ہاں ایک صورت جواز مطلق کی ہے وہ یہ کہ عالم انھیں ہدایت اور اسلام کی طرف دعوت کے لئے جائے جبکہ اس پر قادر ہو۔

(ایضا۔ج۲۱،ص۱۵۷تا۱۶۱)

تنبیہ: عبارات بالا مبارکہ سے یہ حکم شرعی بھی مستفاد ہوتا ہے کہ جس طرح کسی مسلمان کے لئے ہندوؤں کے میلوں میں جانا جائز نہیں کیوں کہ وہاں لہوولعب کے ساتھ ساتھ افعال کفریہ وشرکیہ بھی انجام دیئے جاتے ہیں اسی طرح ان محفلوں میں جانا بھی جائز نہیں جہاں خیالی وتصوراتی پیروں وباباؤں کی قبریں یا تھان بنی ہوئی ہوتی ہیں جن میں میلہ کے نام پر لہوولعب کے ساتھ ساتھ خلاف اسلام باتیں وکفر وشرک کی آمیزش ہوتی ہے۔ یوں ہی سوت پیر کے گانے کی مجلس میں شرکت کرنا، گھوڑا پیر، کاؤنری پیر ومانک پیر وغیرہ کے تھانوں ومیلوں میں جانا بھی حرام ہے کیوں کہ یہ تھان اور میلے زیادہ تر ہندو وزندیقانہ خیالات کے لوگ اور شیاطین کے مسخرے ہی سجاتے سنوارتے ہیں جن میں بچے بوڑھے مرد وعورتیں جمع ہوکر خوب ناچ گانا کرتے ہیں اور افعال ناشائستہ کو فروغ دیتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

آسیب وچڑیل، کذاب جنات وناپاک روحیں ہیں

سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ سے سوال ہوا کہ ,,**آسیب، چڑیل وغیرہ شہید وغیرہ جو مشہور ہیں صحیح ہے یا غلط؟**،، تو اس کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا۔

ہاں جن اور ناپاک روحیں مرد وعورت احادیث سے ثابت ہیں اور وہ اکثر ناپاک موقعوں پر ہوتی ہیں، انھیں سے پناہ کے لئے پاخانہ جانے سے پہلے یہ دعا وارد ہوئی: اعوذ باللہ من الخبث والخبائث: میں

گندی اور ناپاک چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔وہ سخت جھوٹے
کذاب ہوتے ہیں اپنا نام کبھی شہید بتاتے ہیں اور کبھی کچھ، اس وجہ سے
جاہلان بے خرد میں شہیدوں کا سر پر آنا مشہور ہوگیا ورنہ شہداء کرام ایسی
خبیث حرکات سے منزہ ومبرا ہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔(ایضا۔ص ۲۱۸)

تنبیہ: ماقبل میں گارام، ہریپال ومسان وغیرہ کے جو احوال بیان ہوئے وہ سب بھی شریر جنات وخبیث روحیں ہیں جن کا کام ہی انسان کو ضرر دینا ہوتا ہے اس لئے ان سے خوف کھا کر مشرکین ان کی پوجا کرتے ہیں اور دھوکے یا نادانی سے بعض جہالت کے شکار مسلمان خوف زدہ ہو کر ان کی تھانوں میں چڑھاوا چڑھاتے و منتیں مانتے ہیں۔یقینا کسی بھی مسلمان کے لئے ایسا کرنا سخت ناجائز وحرام ہے بلکہ اگر مشرکوں کی اتباع میں یہ بھی ان کو متصرف بالذات اعتقاد کرے گا تو اسلام سے خارج ہوجائے گا۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

شہید مرد کے درخت وطاق اور کسی انسان پر ان کے سوار ہونے کا اعتقاد جھوٹ وجہالت ہے

بہت سے مقامات پر جاہل قسم کے مسلمانوں میں دیکھا گیا ہے کہ کسی دیوار میں بنے ہوئے طاق یا کسی درخت کے بارے میں یہ اعتقاد گڑھ لیتے ہیں کہ یہاں شہید مرد رہتے ہیں اور پھر وہاں طرح طرح کے نامحمود افعال شروع کردیتے ہیں جس سے گناہ وضلالت کی راہ ہموار ہوتی ہے چنانچہ اس سلسلے میں حضور سرکار اعلیٰ حضرت سے اس طرح سے سوال ہوا،

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت اس صورت میں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں درخت پر شہید مرد رہتے ہیں اور فلاں طاق میں شہید مرد رہتے ہیں۔اس درخت اور اس طاق کے پاس جا کر ہر جمعرات کو فاتحہ شیرینی اور چاول وغیرہ پر دلاتے ہیں۔ہار لٹکائے ہیں لوبان سلگاتے ہیں مرادیں مانگتے ہیں اور ایسا دستور اس شہر میں بہت جگہ واقع ہے۔کیا شہید مردان درختوں اور طاقوں میں رہتے ہیں؟ اور یہ اشخاص حق پر ہیں یا باطل پر؟ جواب عام فہم مع دستخط کے تحریر فرمایئے۔بینوا وتوجروا۔

اس کے جواب میں مجدد ملت اسلامیہ حامی سنت و ماحی بدعت ارشاد فرماتے ہیں۔

الجواب: یہ سب واہیات و خرافات اور جاہلانہ حماقات و بطالات ہیں ان کا ازالہ لازم: مَّآ اَنزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِن سُلطٰنٍ: ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم: (احکام شریعت۔ص ۴۷)

اسی طرح مزید یہ سوال ان احمق لوگوں کے متعلق ہوا جو شہید مرد کا طاق وغیر بناتے ہیں اور اس کے ساتھ بڑے ہی ادب و احترام کا معاملہ کرتے ہیں، طاق کے سامنے کھڑے ہو کر ان سے منتیں مانگتے ہیں کہ ایسے لوگوں کے بارے میں شرع مطہرہ کا کیا حکم ہے۔سوال وجواب دونوں ملاحظہ کریں اور نتیجہ اخذ کریں۔

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ناواقف جاہل لوگ بنام نہاد طاق شہید طاق پرستی کرتے ہیں منتیں مانتے ہیں ریوڑی، گٹا، پھول،

ہار طاق پر چڑھاتے ہیں، جھک جھک کر سلام کرتے ہیں اپنی حاجت روائی طاق سے چاہتے ہیں۔ اس میں اور بت پرستی میں کیا فرق ہے اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں ان کے لئے شرع شریف میں کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: یہ سب رسوم جہالت وحماقت وممنوعات بیہودہ ہیں مگر بت پرستی میں اور اس میں زمین آسمان کا فرق ہے یہ جہال پرستش بمعنی حقیقی نہیں کرتے کہ کافر ہو جائیں گے ہاں گنہ گار ومبتدع ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(ایضا، ج۔ ۲۳، ص ۲۶۴)

تنبیہ: کتاب مستطاب احکام شریعت اور فتاویٰ رضویہ شریف کی عبارات بالا سے یہ حکم بالکل واضح ہو کر سامنے آجاتا ہے کہ جس طرح کسی شہید اسلام کی تعظیم یا تبریک کے لئے ان کا اصل مدفن چھوڑ کر اپنے خیال سے کسی جگہ کو ان کا مزار یا رہنے کی جگہ متعین کر لینا پھر وہاں اس اعتقاد کے ساتھ کہ یہاں شہید بابا رہتے ہیں اس پر چادر ڈالنا، شیرینی پیش کرنا اگربتی و چراغ جلانا اور نذر ماننا جائز نہیں اسی طرح خبیث گارام، یامسان، یا کاؤنری پیر، یا مدن پیر وغیرہ کے لئے کوئی تھان بنالینا اور وہاں جاکر منتیں ماننا، کبوتر ذبح کرنا، دودھ کیلا شیرینی پیش کرنا اور سندور و پھول وغیرہ رکھنا (جو ہندوؤں کا دستور ہے) بھی جائز نہیں۔ اس سے یہ بھی اندازہ کیا جا سکتا ہے جب کسی شہید کے لئے کسی جگہ کا انتخاب کر کے اس کو قابل احترام خیال کرنا درست نہیں تو ان خبیثوں و بد روحوں کی تھان کا احترام کرنا کس قدر گناہ و ناجائز فعل ہوگا اور کفر و شرک سے کس قدر

قریب کرنے ولا ہوگا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔ لہٰذا مسلمانوں پر ایسے واہیات و شیطانی اڈوں سے بچنا فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تعزیہ داری کے نام پر ناجائز افعال

مروجہ تعزیہ داری، علم و مہندی وغیرہ جو ماہ محرم الحرام میں فساق و فجار انجام دیتے ہیں اور اس طرح کی دیگر قبیح رسمیں جو کھلے کفار و مشرکین تو نہیں صرف دعوائے اسلام رکھنے والے روافض یا تفضیلی گروہ کے افراد کیا کرتے ہیں جن میں شرکیہ و کفریہ باتیں نہیں ہوتیں بلکہ اہلبیت اطہار سے محبت کے نام پر ماتم و نوحہ ہوتا ہے شریعت اسلامیہ کے رو سے ایسے جلوس و محافل میں بھی شرکت و شمولیت کی اجازت نہیں ہے۔ جیسا کہ اس بارے میں سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

عَلَم، تعزیے، مہندی، ان کی منت، گشت، چڑھاوا، ڈھول، تاشے، مجیرے، مرثیے، ماتم، مصنوعی کربلا کو جانا، عورتوں کا تعزیے دیکھنے کو نکلنا، یہ سب باتیں حرام و گناہ و ناجائز و منع ہیں۔ (ایضا۔ ج، ۲۴، ص ۴۹۸)

تنبیہ: تعزیہ داری کی مروجہ رسم یقینا غیر شرعی ہے جس سے بچنا لازم ہے۔ لیکن مذکورہ خیالی پیروں کی تھانوں، گانوں و میلوں جن میں مرد و عورت اور کفار و مشرکین سب شریک ہوتے ہیں اور ڈھول، تاشے، باجے، گانے، رقص سرود سمیت دیگر ہزارہا افعال بد بلکہ اعمال شرکیہ و کفریہ بھی انجام دیئے جاتے ہیں جو یقینا تعزیہ داری سے ہزار درجہ اقبح و اخبث ہیں۔ تو اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ تعزیہ داری کی بنسبت

ان واہیات چیزوں کی شناعت ونحوست کس قدر ہلاکت خیز نیز ان کا گناہ کس درجہ کبیرہ ہوگا اور ان سے بچنا کتنا لازم وضروری ہوگا۔

سچے پیروں کے نام پر خلاف شرع مراسم گناہ ہیں

ملت اسلامیہ میں کوئی بھی کام جو ایجاد بندہ کے قبیل سے ہو اور شرع مطہرہ سے متصادم ہو نا قابل قبول ہے۔ اس سلسلے میں سرکار اعلیٰ حضرت کا درج ذیل فتویٰ ملاحظہ کیجئے جس میں حضرت سیدنا پیران پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پر بھی کسی ایسے فعل کو نا جائز قرار دیا گیا ہے جو مزاج شریعت کے خلاف ہو! نیز اس فتویٰ میں رسوم باطلہ پر جو قیامت توڑی گئی ہے وہ ان ضعیف الاعتقاد مسلمانوں کے لئے مشعل ہدایت ہے جو خیالی پیروں، ان کے میلوں اور تھانوں میں جا کر رسم بد کا مرتکب ہوتے ہیں، ہم سوال وجواب دونوں نقل کرتے ہیں تا کہ اسے پڑھ کر دیگر تمام خرافات کا بھی حکم شرعی معلوم ہو جائے۔

مسئلہ: بعض لوگ جناب پیران پیر کا پیوند دیتے ہیں کیفیت اس کی اس طرح ہے کہ جب لڑکا پیدا ہوتا ہے تو اس کا نام پیوندی رکھتے ہیں اور جب سال کا ہوا اس کے گلے میں ہنسلی ڈال دیتے ہیں اور اس طرح دوسرے برس ۱۴ یا ۱۵ سال تک جب وہ لڑکا اس عمر تک پہنچا دے وہ ہنسلیاں اور لڑکے کی قیمت کروا کے اس کا دسواں حصہ جناب پیران پیر کے نام سے دیتے ہیں اور اعتقاد یہ ہوتا ہے کہ ایسا کرنے سے لڑکا جیتا رہتا

ہے اور ایسا ہی جانوروں اگر بیل ہے یا بھینسا ہے تو اسے ہل جوتنے کے وقت اور اگر مادہ ہے تو اس کے بیاہنے کے وقت قیمت کا دسواں حصہ دیتے ہیں اور نیز درختوں کو پیر صاحب کا کر کے اس کا جلانا اور دیگر استعمال میں لانا حرام سمجھتے ہیں حتی کہ وہ یودہا ہو کر گر پڑے اور پڑا پڑا یودہا ہو جائے اور کھیتوں سے بھی حصہ پیر صاحب کے نام دیتے ہیں جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسے شخص کے حق میں کیا حکم ہے؟ اور نیز بودی یعنی چوٹی مثلا قوم ہنود بچوں کے سروں پر رکھتے ہیں اگر پوچھا جائے یہ کیا ہے تو پیر صاحب کی بودی بتلاتے ہیں اور ایسے ہی مدار پیر کی چٹا پھر مدت معہود کے بعد اسے پیر صاحب کی منت دے کر نہایت ادب کے ساتھ اپنی رسمیں پوری کر کے منڈواتے ہیں اور جو شخص اس دسوندھی بچہ وغیرہ کی قیمت پاتا ہے اس قیمت اور ہنسلیاں کے دسویں حصہ سے نیاز لیتا ہے آیا ایسے شخص کی امامت اور بیعت درست ہے یا نہیں؟۔

جواب: (۱) دسوندی نام کفار ہنود سے ماخوذ ہے اور مسلمان کو ممانعت ہے کہ کافروں کے نام رکھے: **كما صرحوا به في التسمي بيوحنا وغيره**: (جیسا کہ یوحنا نام رکھنے کے متعلق فقہاء نے تصریح فرمائی ہے۔) اور لڑکے کو ہنسلی وغیرہ زیور پہنانا حرام ہے: **فان ما حرم اخذه حرم اعطاؤه**: کیونکہ جس چیز کا لینا حرام اس کا دینا بھی حرام

ہے۔اورلڑکے کے قیمت کرنی جہالت ہے اور یہ اعتقاد کہ ایسا کرنے سے لڑکا جیتا ہے اگراس معنی پر سمجھے ہیں کہ یوں کرینگے تو جئے گا ورنہ مرجائے گا تو سخت جہل بے بہودا اعتقاد مردود ومشابہ خرافات ہنود وغیر ہم کفار عنود ہے۔ہاں اگران بیہودہ باتوں کو چھوڑ کر صرف اس قدر کرتے کہ مولیٰ عزوجل کے نام پر محتاجین کو صدقہ دیتے اوراس کا ثواب نذر روح پر فتوح حضور پر نور غوث الثقلین غیث الکونین صلی اللہ تعالیٰ علی جدہ الکریم وعلیہ وبارک وسلم کرتے اور نیت یہ ہوتی کہ رب تبارک وتعالیٰ صدقے کے سبب بلاؤں سے محفوظ رکھے گا اور بوجہ ایصال ثواب سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برکات رضاودعاوتوجہ شامل حال ہوں گے اوران پر محبوب کریم رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں عقیدت و نیازمندی کے اظہار سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ خوش ہوگا اوراس کی خوشی جالب رحمت وسالب زحمت ہوگی اور حیات نہ ہوگی مگر وقت معہود تک اور موت نہ رکے گی مگر اجل معلوم تک تو یہ اعتقاد وعمل صحیح و بے خلل ہوتے :واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم :(اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے یعنی ہدایت نصیب فرماتا ہے۔)

(۲) یوہیں جانوروں کی قیمت کا دسواں حصہ اگران خیالات باطلہ کے طور پر ہے تو مذموم اور صرف اس طریق صحیح پر ہو تو ایک تصدق ہے جس

سے دفع بلا مقصود اور بیشک صدقہ رد بلا کرتا اور باذنہٖ تعالیٰ موت سے بچا تا ہے اگرچہ قضائے الٰہی کا کوئی پھیرنے والا نہیں: نطقت بذلك احاديث جمة تغنيك عن سردها شهرتها في الامة: (ان باتوں پر جملہ احادیث ناطق ہیں کہ جن کا امت میں مشہور ہونا ہی تمھیں ان کی تفصیل پیش کرنے کی ضرورت سے بے نیاز کردے گا) رہی ہل جوتنے اور بیاہنے کے وقت کی خصوصیت وہ اگر کسی اعتقاد عمل باطل کے ساتھ نہیں نہ اسے تخصیص شرعی وضروری سمجھا جائے تو: لاينفع ولا يضر: (نہ وہ مفید نہ مضر۔): كسائر التخصيصات العرفيه التي لاحاجز عليها من الشرع: (باقی تخصیصات عرفیہ کی طرح کہ شریعت میں جن کی کوئی رکاوٹ نہیں)

(۳) درختوں کو رب خواہ عبد کسی کے نام کا ٹھہرا کر ان کا جلانا اور صرف میں لانا حرام سمجھنا اپنی طرف سے شریعت جدیدہ نکالنا اور بحیرہ وسائبہ مشرکین کی پیروی کرنا ہے جس پر رد و انکار شدید خود قرآن مجید میں موجود وقال تعالیٰ: وقالوا هذه انعام وحرث حجر لايطعمها الا من نشاء بزعمهم الى قوله تعالىٰ سيجزيهم بما كانوا يفترون: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، اور مشرک اپنے خیال میں کہنے لگے یہ چوپائے اور کھیتی جن کی بندش کر دی گئی ہے ان کو وہی کھائے گا یا کھا سکے گا جسے ہم چاہیں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد تک۔ عنقریب اللہ تعالیٰ انھیں سزا دے گا اس

جھوٹ کی جو وہ بناتے رہتے ہیں۔

(۴) کھیت میں سے حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پاک پر حصہ دینا اگر یوں ہے کہ حضور کو اس حصہ کا مالک سمجھا جاتا ہے یا اس دینے سے تصدق لوجہ اللہ منظور نہیں بلکہ حضور کی طرف تقرب بالذات مقصود یا یہ سمجھتے ہیں کہ یوں نہ کریں گے تو حضور معاذ اللہ ناراض ہو کر مضرت دیں گے کوئی بلا پہنچے گی تو یہ سب اعتقاد باطلہ وفاسدہ و بدعات سیئہ ہیں۔

(ایضا۔ج۔۲۳،ص ۲۶۰/۲۶۱)

تنبیہ: فتاویٰ رضویہ شریف کی عبارت مذکورہ کی روشنی میں ماقبل میں نشاندہی کئے گئے خیالی وجھوٹے پیروں کے احوال کا جائزہ لیجئے اوران کے نام پر جاری مراسم ورواج کو مدنظر رکھئے تو شریعت طیبہ کا یہ حکم روز روشن کی طرح سامنے آجاتا ہے کہ ان خیالی پیروں کے واسطے کسی طرح کا بھی کوئی اچھا گمان رکھنا، ان کی تھانوں میں حاضری دینا، وہاں نذر و نیاز پیش کرنا اسی طرح اوجھا و مہات کے کہنے پر وہاں کبوتر یا بکرا ذبح کرنا، دودھ کیلا و کھیر وغیرہ رکھنا یہ سب کچھ شدید حرام و گناہ بلکہ منجر الی الکفر ہے اوراس نہج پر ان باطل رسوم ورواج کا ارتکاب کرنے والے سخت فاسق وفاجر و گناہ کبیرہ میں گرفتار ہیں۔

اور اگر ایسی ناپاک رسمیں بجالاتے وقت خدانخواستہ ادنیٰ سا اعتقاد بھی ذہن وقلوب میں ایسا پیدا ہوجائے جو کفار ومشرکین رکھتے ہیں تو دین وایمان کی ہلاکت و بربادی

طے ہے۔ خاص طور پر فتاویٰ شریف کا یہ جملہ ,,**دسوندی نام کفار ہنود سے ماخوذ ہے**،، دیکھئے اور **مانک پیر، مدن پیر، کاؤنری پیر، پیر ماچنڈالی، ہریپال**، وغیر ناموں کا اس سے موازنہ کیجئے تو صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کفار و مشرکین کی اختراعات کا ثمرہ ہیں جن کے دام تزویر میں نادان مسلمان اپنی جہالت کی وجہ سے جا پھنسے ہیں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

اہل ہنود کی رسمیں شعار مذہبی نہ ہوں جب بھی حرام

بعض لوگ محض دل لگی کے لئے شادی بیاہ میں اہل ہنود کی طرح گانے باجے رقص وسرود وغیرہ افعال بد کی محافل منعقد کرتے ہیں جس میں سب لوگ شریک ہوکر لطف اندوز ہوتے ہیں۔ سرکار اعلیٰ حضرت ایسی مجلسوں کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

اسی طرح یہ گانے بجانے کہ ان بلاد میں معمول ورائج ہیں بلاشبہہ ممنوع وناجائز ہیں خصوصاوہ ناپاک وملعون رسم کہ بہت خران بے تمیز احمق جاہلوں نے شیاطین ہنود ملاعین بے بہبود سے سیکھی یعنی فحش گالیوں کے گیت گوانا اور مجلس کے حاضرین وحاضرات کو لچھے دار سنانا سمدھیانہ کی عفیف و پاکدامن عورتوں کو الفاظ زنا سے تعبیر کرنا کرانا خصوصا اس ملعون بے حیا رسم کا مجمع زنان میں ہونا ان کا اس ناپاک فاحشہ حرکت پر ہنسنا، قہقہے اڑانا، اپنی کنواری لڑکیوں کو یہ سب کچھ سنا کر بدلحاظیاں سکھانا، بے حیا، بے غیرت، خبیث، بے حمیت مردوں کا اس شہدہ پن کو جائز رکھنا، کبھی

برائے نام لوگوں کو دکھاوے کہ جھوٹ سچ ایک آدھ بار جھڑک دینا، مگر بندوبست قطعی نہ کرنا، یہ وہ شنیع، گندی اور مردود رسم ہے جس پر صدہا لعنتیں اللہ عزوجل کی اترتی ہیں اس کے کرنے والے اس پر راضی ہونے والے۔ اپنے یہاں اس کا کافی انسداد نہ کرنے والے سب فاسق فاجر، مرتکب کبائر مستحق غضب جبار وعذاب نار ہیں والعیاذ باللہ تبارک وتعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت بخشے آمین، جس شادی میں یہ حرکتیں ہوں مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس میں ہرگز شریک نہ ہوں اور اگر نادانستہ شریک ہوگئے تو جس وقت اس قسم کی باتیں شروع ہوں یا ان لوگوں کا ارادہ معلوم ہو تو سب مسلمان مردوں عورتوں پر لازم ہے کہ فوراً اسی وقت اٹھ جائیں اور اپنی جورو بیٹی، ماں، بہن کو گالیاں نہ دلوائیں، فحش نہ سنوائیں، ورنہ یہ بھی ان ناپاکیوں میں شریک ہوں گے اور غضب الٰہی سے حصہ لیں گے والعیاذ باللہ رب العالمین۔ زنہار زنہار اس معاملہ میں حقیقی بہن بھائی بلکہ ماں باپ کی بھی رعایت ومروت روا نہ رکھیں کہ:

لاطاعة لاحد فی معصیة الله تعالیٰ: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں۔ (ایضا۔ ج ۲۳، ص ۲۸۰)

تنبیہ: اگر صرف دل لگی اور تفریح طبع کے لئے کوئی ایسی رسم ادا کرنا جائز نہیں جس کو کسی دوسرے مذہب کے ساتھ مشابہت بھی نہ ہو تو کوئی ایسا فعل انجام دینا کس قدر

غلط اور باعث گناہ ہوگا جس کو کسی غیر مذہب کی رسم بد سے مشابہت و مناسبت ہو۔

شیاطین کی تھان کے ساتھ بزرگان دین کے مزاروں جیسا معاملہ کرنا جائز نہیں

بعض دین سے بے بہرہ و نادان مسلمان مذکورہ بالا خیالی پیروں اور گارام وغیرہ کی تھان کو اسی جہت سے دیکھتے اور مانتے ہیں جس جہت سے اولیائے کرام کو مانتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بھی انھیں اولیاء اللہ کے مزاروں کی طرح مقدس و قابل احترام ہیں جبکہ ایسا سمجھنا نری جہالت و گمراہی ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ رضویہ میں مذکور اسی قبیل کے ایک سوال اور اس کے جواب سے عیاں ہے ملاحظہ کیجئے۔

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اس مسئلہ میں کہ کوئی جانور یا شیرینی مندر میں بُت پر یا دیبی بھیروں وغیرہ کی تھان پر یا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری وغیرہ کی قبر پر چڑھائی جائے اور اس بت کا پجاری یا تھان کا پجاری یا قبر کا مجاور اُس چڑھاوے کو لے لے اور اس کو بیچے تو مول لینا درست ہے یا نہیں؟ اور مجاور یا پجاری مفت دے تو لینا درست ہے یا نہیں، اور مجاور اور پجاری کے گھر کا کھانا درست ہے یا نہیں؟ اور اولیاءِ کرام کی قبر کے چڑھاوے اور بُت یا تھان پر چڑھاوے ایک ہے یا علیحدہ علیحدہ حکم ہے؟ فقط۔

الجواب: عجب وہ مسلمان کہ اسلام اور کفر میں فرق نہ کرے۔ عجب وہ

مسلمان کہ بتوں کے تھان اور اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مزارات طیبہ کو ایک ساتھ گنے، بُت پر چڑھاوا چڑھانا کفر ہے، اور اولیاء کو ایصال ثواب طریق اسلام، تو مالک پجاری بھی ہو جاتا ہے بیچے تو مول لینے میں حرج نہیں کہ بُت کے چھڑاوے کی خباثت اُس تک منتہی ہوگئی اور مفت دینا اگر اس طرح ہو جیسے اُن کے یہاں پرشاد بٹتا ہے، تو لینا ہرگز جائز نہیں، کہ اُس میں ذلت مسلم ہے اور اگر اس طریقہ پر نہ ہو بلکہ وہ اپنی مِلک میں لے کر اُسے بطور ہدیہ دے تو اُس کا حکم ہدیہ مشرکین کا حکم ہے کہ صور واحکام واقوال مختلف ہیں جن کی تفصیل ہمارے فتاوٰی میں ہے، اور اس خاص صورت سے بچنا ہی بہتر ہے۔ (ایضا۔ ج ۲۳، ص ۵۶۲)

تنبیہ: فتاویٰ رضویہ کی اس صراحت سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ خیالی وفرضی پیروں کی تھانوں اور ان کے مرگھٹوں کو قابل عظمت جاننا سخت ضلالت وگناہ کا کام ہے اسی طرح اولیاء اللہ کے مزاروں ودرگاہوں سے ان کو تشبیہ دینا اور ان کے جیسا متبرک سمجھنا نہایت ہی بے دینی اور وبد دیانتی کی بات ہے جو ناجائز وحرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسان کی تعظیم واحترام ناجائز ہے

ماسبق میں مسان کی حقیقت وحیثیت بیان کر دی گئی ہے کہ وہ اہل ہنود کا کوئی دیوتا یا اس قبیل کی کوئی شئ ہے جو بہر حال عند الشرع ذلیل ومردود ہے لیکن بعض جگہ مسلمان

اس کو لیکر غلط فہمی کے شکار واقع ہوئے ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی خدمت میں سوال ہوا۔

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر دیکھا گیا مرا ہوا بچہ کسی کے پیدا ہوتا ہے اس کو ہانڈی میں رکھ کر گورستان سے علیحدہ دفن کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ پکّا مسان ہے، اس سے اہل ہنود کی طرح بچتے ہیں، یہ کیونکر ہے؟ بینوا توجروا۔ (تو آپ نے جواباً یہ حکم لکھا)۔

الجواب: یہ شیطانی خیال ہے اسے مسلمانوں کے گورستان ہی میں دفن کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ایضا۔ ج ۹، ص ۳۹۰)

اوجھامہات (کاہن و بابا لوگوں) کے کہنے پر مسان وغیرہ کو ماننے کا حکم

دینی بصیرت سے محروم کچھ نام نہاد منشی و نیم خواندہ افراد تعویذ گنڈے اور جادو منتر کے سہارے بابا بنے پھرتے ہیں جن کو اوجھامہات کہا جاتا ہے ان میں سے اکثر کے خیالات عموماً زندیقانہ ہوتے جو جادو ٹونا و سفلی علم کی مدد سے اپنا یہ دھندہ چلاتے ہیں۔ اسی طرح ہندو اوجھامہات بھی ہوتے ہیں وہ بھی جادو و شیطانی علم یعنی سفلی وغیرہ کرنا جانتے ہیں۔ یہ سارے بابا گاؤں و دیہات کے بے شعور مسلمانوں میں بڑے مقبول ہیں اور وہ بدنصیب اپنی مشکلات کو حل کرنے کے لئے ان باباؤں کی طرف رجوع کرتے ہیں جبکہ یہ لوگ خود کو ثابت کرنے کے لئے بسا اوقات شرکیہ افعال انجام دینے سے بھی گریز نہیں کرتے بلکہ جو ہندو اوجھا ہوتے ہیں وہ باقاعدہ شرکیہ افعال ہی کرتے

کراتے ہیں۔العیاذ باللہ العظیم۔ایسے جاہل وملعون قسم کے لوگوں کے بارے میں فتاویٰ رضویہ شریف سے ایک سوال اور اس کا جواب حسب ذیل ہے۔

مسئلہ: ایک شخص نے ایک مرتبہ اپنی حالت بیماری میں اپنے اچھا ہونے کی غرض سے ایک روز کچھ ہنود کو اپنے مکان پر بلا کر ڈبرو بجوایا اور موافق رسم ہنود کے ہندوؤں کے دیوتا کی پوجا یعنی بکری اور مرغا ہندوؤں سے مروایا یعنی مردار کرایا اور ڈبرو پر ناچا، اس ناجائز حرام کام کرنے پر یہاں کے مسلمان لوگوں نے اس شخص کو برادری سے نکال باہر کر دیا اور حقہ بند کر دیا، کچھ دنوں بعد اس بت پرست شخص نے مسلمانوں سے کہا میری جان جا رہی تھی اس وجہ سے میں نے یہ کام کرائے آئندہ مجھ سے ایسا قصور نہ ہوگا تب یہاں کے مسلمانوں نے اس کی معافی مانگنے اور آئندہ کو توبہ کرنے سے اس کا ایک سو روپیہ جرمانہ لے کر اور توبہ کروا کر حقہ کھول دیا بعد کچھ دنوں کے پھر اس شخص نے پوشیدہ طور رات کو ایک ہندو کے یہاں اپنی بیوی اور لڑکی کو بھیج کر ڈبرو بجوایا اور ان کی لڑکی ناچی یعنی لڑکی کے بدن پر ڈبرو بجانے سے دیوتا مسان آیا اور اسی نے یعنی دیوتا نے بکری اور مرغا مانگا تو ڈبرو بجانے والے نے مرغا اور بکرا کو مردار کر کے پوجا کری دوبارہ اس حرکت کی کسی کو خبر نہ ہوئی اب سہ بارہ اس شخص نے ایک ہندو کو اپنے مکان پر بلا کے ایک مرغا اس کو یعنی اس ہندو کو دیا اس

نے موافق اپنے رسوم کے مرغے کو اپنے قبرستان میں لے جا کر رات کو مردار کر کے قبر میں دبا دیا اور ایک قبرستان میں جا کر پتھروں کو پوجا اس کام کے کرنے پر یہاں مسلمانوں نے پھر اس کا حقہ بند کر دیا اور کہا کہ تو نے مکرر سہ کرر اسی کام کو کرا اور کرتا ہے تو کافر ہے، اس کے جواب میں بت پرست مسلمان کہتا ہے ضرورت شدید میں یہ کام جائز ہے یعنی مولوی لوگوں سے معلوم کر لیا ہے لہذا عرض کہ اس مسئلہ کو خلاصہ تحریر کیجئے کہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہاں یہ کام جائز ہے یا انہوں نے یہ کام کرے اگر یہ کام جائز ہے، نہیں تو اس کام کے کرنے والے کو مسئلہ سے کیا سزا ہونا چاہئے؟۔

الجواب: صورت مستفسرہ میں وہ کافر ہے، اور وہ مولویوں پر افترا کرتا ہے، کوئی مولوی ایسا نہیں کہہ سکتا اور اگر کسی نام کے مولوی نے مرض سے شفا کے واسطے غیر خدا کی پوجا جائز کر دی ہو تو وہ بھی کافر ہے اور یہ شخص جب کہ تین بار ایسا کر چکا اب مسلمان اسے ہرگز نہ ملائیں اگرچہ توبہ ظاہر کرے کہ وہ جھوٹا ہے اور فریب دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے: ان الذین اٰمنوا ثم کفروا ثم اٰمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا لن تقبل توبتھم واولئك ھم الضالون: بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر اور کفر میں بڑھے۔ ان کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی اور وہی ہیں بہکے ہوئے۔ واللہ تعالیٰ

اعلم۔(فتاویٰ رضویہ، ج۔۱۴،ص ۳۶۲/ ۳۶۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:من اتی عرافًا او کاھنًا فصدقه بما یقول فقد کفر بما انزل علی محمد صلی الله علیه وسلم رواه احمد والحاکم بسندٍ صحیح عن ابی ھریرة رضی الله تعالٰی عنه ولا حمد وابی داود عنه رضی الله تعالی عنه فقد برء مما نزل علی محمد صلی الله علیه وسلم: یعنی جو شخص نجومی اور کاہن کے پاس جائے اور اس کے بیان کو سچا جانے تو اس نے اس کا انکار کیا جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل ہوا۔امام حمد و حاکم نے بسند صحیح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔امام احمد وابوداود نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا تو وہ قرآن اور دین اسلام سے الگ ہوگیا۔(فتاویٰ رضویہ، ج۔۳۰،ص ۳۴۲)

تنبیہ:سوال میں جو کچھ کہا گیا اور اس کے جواب میں سرکار اعلیٰ حضرت نے جو حکم بیان فرمایا اس کی نوعیت سے یہ معاملہ بالکل صاف ہو جاتا ہے کہ تھان،مسان،بھوت ،پریت،گارام وغیرہ سے متعلقہ امور منہیہ و رسوم بد کی انجام دہی اور اوجھا مہات کے کہنے پر کسی طرح کا بھی کوئی کام جو خلاف شرع ہو اس کا کرنا ناجائز و حرام ہے بلکہ شرعی حدود و نزاکت سے بیخبر باباؤں اور ہندو اوجھا مہات و کاہنوں کے پاس جانا ہی سخت ممنوع و گناہ ہے کیوں کہ وہ جادو منتر و سفلی وغیرہ کرتے ہیں اور بسا اوقات ایسے ایسے کام کراتے ہیں جس سے آدمی کافر ہو جاتا ہے:استغفر الله العظیم۔

حاصل جواب

دلائل مذکورہ کی روشنی میں اب خلاصہ جواب یہ سامنے آیا کہ ,,**ستیہ پیر المعروف سوت پیر، گھوڑا پیر، ٹینا پیر، لنگٹا پیر، گاجی پیر، پانچ پیر، سونا پیر، جمعہ پیر یا جومبا پیر، مانک پیر، مدن پیر، کھونچا پیر، دیکھی پیر، کاونری پیر، ماچنڈالی پیر وغیرہ اسی طرح بھوت، بھوتنی، چڑیل، آسیب، مسان، تھان، گارام وغیرہ**،، یہ سب کے سب خبیث وشیاطین کے نام اور ان کے بچھائے ہوئے پھندے ہیں جن کی اہانت وانہدام شرعا واجب ہے، ان میں سے کسی کو قابل احترام سمجھنا، ان کی تھانوں میں جا کر چڑھاوا چڑھانا منتیں مانگنا یہ سب ناجائز وحرام افعال ہیں اور ان میں سے بعض ایسے ہیں جن کے کرنے سے آدمی کفر وشرک کے دلدل میں جا گرتا ہے۔ مثلا وہ خلاف شرع رسوم ورواج جو کسی قوم کے مذہبی شعار نہ ہوں تو ان کو ماننے والا، کرنے والا اور ان کی طرف بلانے والا سخت گنہگار، فاسق وبدعتی ہے ایسے شخص پر لازم ہے کہ ان بدعات وخرافات سے تائب ہو کر احکام شریعت پر گامزن ہو جائے۔

اور وہ رسوم ورواج جو کفار ومشرکین کے مذہبی شعار ہیں تو اگر کوئی مسلمان قابل تعظیم جان کر انھیں بجالائے، یا ان کی طرف بلائے یا انھیں برحق جانے تو وہ کافر ہو جاتا ہے، اس پر توبہ وتجدید ایمان فرض ہے اور بیوی والا ہو تو تجدید نکاح بھی لازم۔ لیکن اگر ان میں یونہی شامل ہو جائے ان کی تعظیم کا ارادہ نہ ہو تو ضرور مرتکب کبائر ہے اگرچہ کافر نہیں۔ اسی طرح کوئی شخص معاذ اللہ ان شیطانی قوتوں کو متصرف بالذات مانے یا مشرکوں کی طرح ان کی پوجا کرے تو وہ بھی اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ قال اللہ عز وجل

:فَمَاذَا بَعۡدَ الۡحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ فَاَنّٰی تُصۡرَفُوۡنَ: پھر حق کے بعد کیا ہے مگر گمراہی

پھر کہاں پھرے جاتے ہو۔(یونس۔۳۲)

وقال رسول اللہ ﷺ :من تشبہ بقوم فھو منھم : یعنی جو کسی قوم کی (دین و مذہبی) مشابہت اختیار کرے تو وہ بھی اسی میں سے ہے۔(ابوداؤد)

لہٰذا ہر ایک مسلمان پر ان خبیث ورذیل اعمال واعتقاد سے بچنا فرض اوران سے دور رہنا نیز دوسرے مسلمانوں کو دور رکھنا بھی فرض ولازم ہے کمامر۔

اللہ جل مجدہٗ الکریم کا بے حد شکرو احسان ہے کہ اپنے علاقہ ومضافات میں پائے جانے والے جھوٹے پیروں، خبیث تھانوں اوران ملاعنہ کے نام پر برسوں سے جاری واہیات وخرافات وناجائز مراسم کی نشاندہی کرنے نیز ان کے متعلق حکم شرع بیان کرنے کا شرف حاصل ہوا۔دعا ہے کہ اللہ رب العزت اپنے پیارے حبیب سید عالم ﷺ کے وسیلے سے میری اس حقیر محنت کو پہلے اپنی بارگاہ بے نیاز میں قبول ومقبول فرمائے۔ پھر اسے قبولیت عامہ وتامہ عطا کرے اور مسلمانوں کو خلاف شرع اموروا عتقاد سے بچا کر دین و سنت پر اچھی طرح عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے ٹھیک ہو نام رضاؔ تم پہ کروڑوں درود

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ برحمتک یاارحم الراحمین۔

کتبہ

احقر الوریٰ محمد احمد رضا قادری مصباحی حنفی دیناجپوری

خادم التدریس والافتاء جامعہ اہلسنت ضیاء العلوم کربلا روڈ کالپی شریف ضلع جالون یوپی

۱۱رستمبر ۲۰۲۰ء/موبائل نمبر 8617008310

خانقاہ تاج الوریٰ ایک مختصر تعارف

سرکار سلطان الہند خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ ودیگر صوفیائے کرام کے نظریات و تعلیمات کی ترجمانی یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت و پاسبانی کے لئے اور خصوصا تاج الاولیاء حضرت سیدنا بابا سید تاج الدین ناگپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فیضان سے لوگوں کو جوڑنے کے لئے لگ بھگ ڈیڑھ دہائی قبل ضلع اتر دیناجپور ودارجلینگ کے بارڈر میں واقع جھوڑا گچھ گاؤں کے اندر پیر طریقت حضرت خواجہ مجاہد علی چشتی ناگپوری مدظلہ العالی کی سرپرستی میں و پیر طریقت حضرت خواجہ انعام علی چشتی المعروف مولانا سخاوت علی چشتی مدظلہ العالی کی نظامت وسربراہی میں ,, **خانقاہ تاج الوریٰ** ،، کا قیام عمل میں آیا تھا۔ الحمد للہ ابتدائے قیام سے لیکر اب تک یہ خانقاہ اپنے مقاصد کی تکمیل میں کوشاں اور دھیرے دھیرے اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہے، اس کے پاس اس وقت اپنی ایک زمین ہے جہاں خانقاہ و مدرسہ کی عمارت زیر تعمیر ہے اور مقامی بچے بچیاں بنیادی دینی تعلیم سے فیضیاب ہورہے ہیں۔ اسی کے ساتھ ہر سال عرس تاج الوریٰ کے موقع پر علاقائی مسلم بچوں کے اجتماعی ختنۂ مسنونہ کی تقریب بھی منعقد ہوتی ہے جس سے بے شمار لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں چونکہ ہمارا مقصد جدید تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی قوم کے لئے اصلاحی وفلاحی کام انجام دینا ہے جس میں اگرچہ کافی جدوجہد اور ساز وسامان کی ضرورت ہے لیکن اگر اہل ذوق اس طرف متوجہ ہوئے تو ان شاء اللہ ہر مرحلہ آسان ہوجائے گا۔ لہٰذا قوم کے دردمندوں سے اپیل ہے کہ وہ ہمارے اس بامقصد پروگرام میں شریک ہوکر اسے آسان بنائیں اور عنداللہ ماجور بنیں۔

العارض: منیجر خانقاہ تاج الوریٰ اجمیر نگر جھوڑا گچھ علاقہ ہفتیہ چوپڑا، اتر دیناجپور بنگال

خانقاہ تاج الوریٰ ایک مختصر تعارف